اسلام میں
اہانتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا
سلمان رشدی اور تمام شاتمینِ رسولؐ کے بارے میں
تحقیقی بحث اور اعتراضات کا مُدلّل جواب
ڈاکٹر مولانا محسن عثمانی ندوی
اسسٹنٹ پروفیسر ویسٹ ایشین اسٹڈیز
جواہر لال نہرو یونیورسٹی۔ نئی دہلی
مجلسِ نشریاتِ اسلام
۱۔ کے ۳۰۔ ناظم آباد مینشن۔ ناظم آباد ۱۔ کراچی ۷۴۶۰۰

اسلام میں

اہانتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا

سلمان رشدی اور تمام شاتمینِ رسولؐ کے بارے میں
تحقیقی بحث اور اعتراضات کا مُدلل جواب

ڈاکٹر مولانا محسن عثمانی ندوی
اسسٹنٹ پروفیسر، ویسٹ ایشین اسٹڈیز
جواہر لال نہرو یونیورسٹی۔ نئی دہلی

نام کتاب ـــــ اسلام میں اہانت رسول کی سزا
تصنیف ـــــ ڈاکٹر مولانا محسن عثمانی ندوی
طباعت ـــــ مولائی پرنٹنگ پریس کراچی
اشاعت ـــــ ۲۰۰۵ء
ضخامت ـــــ ۶۴ صفحات

ٹیلیفون

۶۶۰۱۸۱۷

اسٹاکسٹ: مکتبہ ندوہ قاسم سینٹر اردو بازار، کراچی
فون ۲۶۳۸۹۱۷

ناشر
فضل ربی ندوی

مجلس نشریاتِ اسلام ۱-کے-۳ ناظم آباد مینشن، ناظم آباد ۱، کراچی ۲۶

افتتاحیہ

ڈاکٹر مولانا عابد علی خاں
استاد شعبۂ اسلامک اسٹڈیز جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ عزوجل نے قیامت تک آنے والے دجاجلہ اور کذابوں سے اپنے دین متین کی حفاظت کے لئے، اپنے آخری رسولؐ و نبیؐ کے ذریعہ ہمیں اصول و قواعد عطا فرمائے ہیں۔ چاہے دجّال و کذاب کوئی افسانہ نویس، ناول نگار یا صحافی ہو یا جدید قسم کی گالیوں سے بھرا لٹریچر تیار کرنے والوں میں سے ہو شریعت اسلامیہ میں سب کے لئے قوانین و ضوابط موجود ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے احادیث میں جن دجّالوں کی پیشین گوئی کی ہے۔ شاید اُن میں سے ایک دجّال پندرہویں صدی ہجری کا ناول نگار سلمان رشدی بدبخت و بددین بھی ہے، جس نے اپنی گندگی اُس قمر منیر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اچھالنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ جس ہستی گرامی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی تخلیق کی ہے اور جو انسانیت کے کامل ترین نمونہ ہیں، صلی اللہ علیہ وسلم۔ بددین سلمان رشدی نے جو مغلظات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم، دیگر انبیاء علیہم السلام، ملائکہ، اُمہات المومنینؓ اور صحابہ کرامؓ وغیرہ کے لئے استعمال کی ہیں اُس کی وجہ سے وہ ایک ایسا مرتد ہو گیا ہے جو ہر حال میں واجب القتل ہے کیونکہ فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ "نبیوں اور فرشتوں کے حق میں بدکلامی (یا گستاخی و اہانت) کرنے والا توبہ (بھی) کرے تو وہ توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔۔۔ ایسے شخص کی سزا موت ہے کیونکہ نبیؐ کی شان میں بدکلامی کی سزا حدود اللہ میں سے ہے جس کا نفاذ ضروری ہے۔" اگر کوئی مسلمان دشنام دہی کے علاوہ کسی اور جہت سے مرتد ہو گیا ہو اور مرتد ہونے کے بعد کسی نبی برحق کے حق میں بدکلامی کی اور پھر مسلمان ہو گیا تو اس کی سزائے قتل ساقط نہیں ہوگی

---

[1] کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ عبد الرحمٰن الجزیری (اردو ترجمہ) لاہور: ۱۹۸۲ء ج ۵، ص ۸۱۶-۸۱۸۔

کیونکہ نبی ؐ کی شان میں بدکلامی کی سزا حدود اللہ (یعنی اللہ کی مقرر کردہ سزاؤں) میں سے ہے جو بہرحال واجب النفاذ ہے[۱]۔"

جب تک بددین مرتد سلمان رشدی کا ارتداد دبا ہوا تھا اس وقت تک اس کے کچھ حامیتوں کی آواز بھی خاموش تھی لیکن جب ایران کے مذہبی رہبر جناب آیت اللہ روح اللہ خمینی صاحب نے اس کے قتل کا فتویٰ دیا جس کی سُنّی علماء (بشمول حضرت مولانا ابوالحسن علی الحسنی ندوی، قومی آواز، نئی دہلی، ۲۰، فروری ۱۹۸۹ء) اور مسلم عوام نے دل کھول کر تائید کی تو مسلمانوں میں سے ایک صاحب ایسے بھی اُبھر کر سامنے آئے جو نہ صرف بددین مرتد سلمان رشدی بلکہ دیگر شاتمینِ[۲] رسول ؐ کے خلاف بھی سزائے قتل کو حق بجانب نہیں سمجھتے، اور شریعت اسلامی کے تمام قوانین و ضوابط کو پس پشت ڈال کر، اجماع امت کے خلاف دیدہ دلیری پر اتر آئے ہیں۔

ڈاکٹر مولانا محسن عثمانی ندوی صاحب نے اپنی اس کتاب میں بہت ہی مہذبانہ ڈھنگ سے اور علمی و مباحثانہ انداز میں شاتم رسول ؐ کی سزائے قتل کے حق میں نہ صرف دلائل پیش کئے ہیں بلکہ ایسے تمام دریدہ دہنوں کے منہ کو بند کر دیا ہے جو شریعت اسلامی اور اجماعِ اُمت کے خلاف زبان درازی پر آمادہ ہوں۔ ہمارے اس ادارہ، اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن کی یہ خوش قسمتی ہے کہ وہ ڈاکٹر محسن صاحب کے اس علمی مقالے کو شائع کر رہا ہے جس طرح اس ادارہ نے سلمان رشدی کے جواب میں راقم السطور کی انگریزی کتاب The Holy Verses شائع کی ہے۔

(ڈاکٹر مولانا) ماجد علی خاں
سکریٹری (اعزازی) اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ)

۳۱ / اکتوبر ۱۹۸۹ء
۲۷۲، ذاکر نگر، نئی دہلی ۲۵-۱۱۰۰

---

[۱] کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ لعبدالرحمن الجزیری (اردو ترجمہ، لاہور، ۱۹۸۲ء) ج ۵ ص ۸۱۷-۸۱۸

[۲] "شاتمین" جمع ہے "شاتم" کی اور "شاتم" کا یہاں پر مطلب ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا دریدہ دہن۔

پیش لفظ

ڈاکٹر مولانا سید عبد اللہ عباس ندوی
سابق استاذ اُمّ القریٰ یونیورسٹی مکہ مکرمہ

"پیغام بر سے نفرت و بیزاری کا اعلان اصل پیغام کی تحقیر ہے۔ رسول پر سب و شتم کرنے والا دراصل اس کی رسالت سے اپنی برأت و انکار کا اظہار کرتا ہے۔

رسول اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کوئی دریدہ دہن بدبخت اپنی نفرت کا اظہار کرتا ہے تو اس لئے نہیں کہ آپ کا نام محمدؐ (یا آتما دا ہاتما) تھا یا آپؐ عرب کے رہنے والے تھے، یا قریش کے قبیلہ کے تھے، یا آج سے ڈیڑھ ہزار برس پہلے پیدا ہوئے تھے۔ وہ دراصل اس دین سے بغاوت ظاہر کرتا ہے جس کو برپا کرنے کے لئے آپؐ آئے! اس کو اس روشنی سے کدورت ہے جو آپؐ کے ذریعہ پھیلی وہ ان لوگوں سے اپنے بغض و عداوت کا اعلان کرتا ہے جنھوں نے آپؐ کا ساتھ دیا اور آپؐ کے مشن کے لیے قربانی دی۔

خواہ یہ حرکت ایک بلاشتیے نے اس لئے کی ہو کہ وہ بھی قدآوروں کی نگاہ اپنی طرف متوجہ کرے، خواہ اس لئے کی ہو کہ ان ہزاروں کینہ پرور تاریکی میں بھٹکنے والے چمگادڑوں سے خراج تحسین وصول کرے جو روشنی کے دشمن ہیں۔ سبب جو بھی ہو۔ مگر اس کا فعل ایک بدترین مجرم اور باغی کا فعل ہے۔ اور جس کی سزا عقل، نقل، عرف اور رواج ہر لحاظ سے قتل ہے۔ رہا آزادئ تحریر و تقریر تو اس عالمی اصول کو غلط مفہوم میں پیش کرنا عقل و دانائی پر ظلم ہے۔ آزادی کی تعریف یہ ہے کہ دوسروں کی آزادی مجروح نہ ہو۔ کروڑوں انسانوں

کے قلوب کو مجروح کر دینا آزادی نہیں ہے۔

وحیدالدین خاں اس بات کو نہیں سمجھے اور وہ آزادئ تقریر کا پیدائشی حق ایسے شخص کو دینا چاہتے ہیں جو دوسروں کی آزادی پر حملہ آور ہے، ان سے کہیے کہ آزادئ تقریر سے فائدہ اٹھا کر وہ لال قلعہ کی چھت پر کھڑے ہوکر گاندھی جی، نہرو جی، اندرا جی کو مغلظات سنائیں۔ پھر پولیس ان کو بتادے گی کہ آزادئ تقریر اور آزادئ تحریر کے حدود کیا ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ لندن کے ہائیڈ پارک میں اسپیکر کارنر میں آزادئ تقریر کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ جو چاہے جس کو بھی چاہے گالیاں دے، مگر وہاں بھی شرط ہے۔ حضرت عیسیٰ، حضرت مریم اور ملکۂ وقت کے خلاف ایک حرف زبان سے نہ نکالے۔

مولانا ڈاکٹر محسن عثمانی نے اس مسئلہ پر اصولی اور علمی گفتگو کی ہے، قرآن کریم کی آیات، صحاح کی احادیث ائمہ مذاہب کے اقوال، امت کے تعامل، کو شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا ہے، جذباتیت سے الگ ہوکر ایک عالمانہ انداز میں خالص علمی دلائل پیش کئے ہیں۔ مجھے یہ بات پسند آئی کہ ایک ایسے مسئلے کا جو مسلمان کو چراغ پا کر دے اور غم و غصے سے بھر دے، انھوں نے دانشورانہ سنجیدگی سے، ٹھنڈے دماغ، سنجیدہ قلم سے تجزیہ کیا ہے۔ ایک لائق پروفیسر جس طرح اپنی بات دلائل سے ثابت کرتا ہے، حوالوں سے گفتگو کرتا ہے، اور اصول و منطق کی روشنی میں موضوعی اور معروضی انداز میں بات کرتا ہے، اس کا اچھا نمونہ یہ تحریر ہے۔

لیکن اس تحریر میں ایک عیب بھی ہے کہ ان کا خطاب ایسا ہے جو صرف کسی عالم دین، جویائے حق اور سنجیدہ انسان کے لیے مناسب تھا۔

(ڈاکٹر مولانا سید) عبداللہ عباس ندوی

حیدرآباد
۸/اکتوبر ۱۹۸۱ء

مقدمہ

ڈاکٹر مولانا سید محمد اجتبا ندوی
پروفیسر وصدر شعبۂ عربی کشمیر یونیورسٹی، سری نگر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تشکیل عالم کے آغاز سے قاصد اور پیغام رساں کو اہمیت، احترام اور اس کے اعزاز کی ایک خاص حیثیت حاصل رہی ہے۔ خواہ پیغام بر مزاج ورتبہ کے مطابق ہو یا مخالف پیغام بر کی قدر ومنزلت کو آنچ نہ آنے دی گئی، اگر کبھی کسی نے اس رسم وریت کے برعکس کوئی اقدام کیا تو اس کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا گیا۔ اور اگر کوئی پیغام الٰہی لے کر مبعوث کیا گیا تو وہ نبی ورسول کہلایا۔ بہت سی قوموں نے جھٹلایا، ایذا پہونچایا، قتل کا ارتکاب جرم بھی کیا جس کی پاداش میں عذاب وغضب کی شکار ہوئیں، لیکن نبوت اور پیغام رسانی کی اہمیت اور قدر وقیمت مسلم رہی۔

اسلام نے اس کے احترام اور قدر افزائی میں اضافہ کیا، اور اس کے جائز واہم مقام کو اجاگر کیا، اسی بنا پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، احترام اور ان سے والہانہ وارفتگی کو ضروری قرار دیا۔ حدیث شریف میں اس کی صاف لفظوں میں وضاحت کر دی گئی۔ لن یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من ...."تم میں سے کوئی شخص ہرگز مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کی ذات، اس کے والدین، اولاد اور ہر ایک چیز سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔"

یہ عقیدہ اور ایمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے رگ وپے میں سرایت کر گیا تھا۔ ان کی محبت اور شیفتگی کے واقعات ومناظر سیرت وسوانح کی کتابوں میں بھرے پڑے ہیں اور وہ

شواہد و مثالیں زیر نظر رسالہ میں ذکر کی گئی ہیں۔ کبھی ایسا بھی ہوا کہ اگر کوئی صحابی اپنے کاروبار، تجارت اور باغبانی و کاشت میں منہمک ہو کر لمحہ بھر خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال سے غافل ہو گئے تو انھوں نے اپنے آپ کو منافقین میں شامل سمجھا۔ اور اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب فوری طور پر رجوع کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا واقعہ مشہور و معروف ہے۔

اسلام کے اس واضح اور بیّن حکم و طرزِ عمل کے بعد اگر امت کا کوئی ایک فرد اس حکم اور اجماع امت کے برخلاف اظہار خیال کر کے اس کو حقیقت کا جامہ پہنانا چاہتا ہے تو یہ اس کی ناواقفیت اور فکری و ذہنی پراگندگی اور علمی بے راہ روی کے سوا اور کیا ہوگی؟

ہمارا یہ دور علمی، ثقافتی، سائنسی اور ٹکنالوجی کی ترقیوں کا دور ہے، بحث و تحقیق کے میدان میں بہت بلند درجہ پر فائز ہے۔ لیکن اس کا ایک افسوسناک پہلو یہ بھی ہے کہ بہت سے اہل قلم آزادانہ تحقیق اور حریت رائے کے زعم میں حقائق کو دانستہ یا نادانستہ طور پر نظر انداز کرنے لگتے ہیں۔ جس سے انحراف و کج روی اور حقائق و مسلمات سے انکار کا رجحان پیدا ہونے لگا ہے، اور جمہور علماء و محققین کی رائے سے اختلاف کو بحث و تحقیق کی علامت سمجھا جانے لگا ہے۔ اس کی روشن دلیل مشہور صاحب قلم مولانا وحید الدین خاں صاحب ہیں۔ وہ اپنی بیشتر کتابوں اور تحریروں کو بحث و تحقیق کا اعلیٰ معیار اور حقیقت پر مبنی سمجھتے ہیں اور اسے حرف آخر بھی قرار دیتے ہیں، عام مسلک اور علمی موقف سے اختلاف ان کی امتیازی خصوصیت بن گئی ہے، حال میں انھوں نے شاتم رسول ؐ کے بارے میں جو موقف اختیار کیا ہے اس سے انھوں نے اسلام کے مسلّم حقائق سے نہ صرف انحراف کیا ہے بلکہ ایک ایسا باب کھول دیا ہے کہ جس سے تحریف اور گمراہ کن خیالات کے در آنے کے اندیشے بڑھ گئے ہیں، وحید الدین خاں صاحب کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

"موجودہ زمانے میں مسلمانوں کا عام خیال یہ ہوگیا ہے کہ پیغمبر کے ساتھ گستاخی یا اس کا استہزاء ایک ایسا جرم ہے جو علی الاطلاق طور پر مجرم کو واجب القتل بنا دیتا ہے ... اس قسم کا مطلق نظریہ شرعی اعتبار سے بے بنیاد ہے اسلام میں اس کے لئے کوئی حقیقی دلیل موجود نہیں ہے۔" (الرسالہ جون ۱۹۸۹ء)

مولانا وحیدالدین خاں صاحب پیغمبر کے ساتھ گستاخی، مسلمانوں کی دلآزاری اور عقیدہ کے استہزاء کو آزادیٔ رائے کہتے ہیں اور اس طرح وہ یہود و نصاریٰ اور اسلام دشمن عناصر کی صفوں میں کھڑے ہو کر ان کے حامی و ہمنوا نظر آتے ہیں، آزادیٔ رائے کے بارے میں ان کے الفاظ یہ ہیں:

"امتحان کی اس دنیا میں جہاں ہر ایک کو آزادی ہے آپ کسی کو اس پر مجبور نہیں کر سکتے کہ وہی الفاظ بولے جو آپ چاہتے ہیں کہ بولا جائے ... موجودہ زمانہ میں آزادیٔ فکر خیر اعلیٰ کی حیثیت رکھتی ہے۔"
(الرسالہ جولائی ۱۹۸۹ء)

مولانا وحیدالدین خاں صاحب کی یہ دلیل کتنی گمراہ کن اور آزادیٔ رائے کے بنیادی تصور سے مختلف ہے کہ وہ ایسی آزادیٔ فکر کو "خیر اعلیٰ" کہتے ہیں کہ جس کے ذریعہ پیغمبروں، عقیدوں اور صالح افکار و اقدار کی تضحیک و استہزاء اور ابطال کیا جائے، جبکہ آزادیٔ رائے کا تصور جس تہذیب نے دیا ہے اس میں مطلق آزادی کا وجود نہیں ہے اور پیغمبر و مصلحین تو در کنار قومی اور سیاسی قائدین پر تنقید کی ایسی مطلق آزادی کا تصور نہیں پایا جاتا، وہ ان خیالات کا اظہار اپنی تحریروں کی تہوں میں لپیٹ کر کرتے ہیں کہ بھولے بھالے اور خوش عقیدہ مسلمانوں اور عام قاری کو حقائق اور غیر محسوس ہوتے ہیں خاں صاحب کے مقاصد کچھ بھی ہوں لیکن یہ خیالات مسلمانوں اور انسانیت کے لئے بڑے شر اور فتنہ

کا سبب بن سکتے ہیں۔ مولانا وحید الدین خاں کو مغربی نظریات و افکار کا مطالعہ مرعوبانہ و طالب علمانہ ذہن کے بجائے محققانہ اور ناقدانہ انداز سے کرنا چاہیے۔ ان کو یہ بھی جاننے لینا چاہیے کہ وہ جن افکار و نظریات کی تلقین کرتے ہیں ان کی مغربی ممالک میں کیا حقیقت ہے۔ اور ان پر خود اس کے پیش کرنے والے کتنا عمل کرتے ہیں۔ سیاسی اور فکری نظریات اور قانون و عمل کے درمیان اگر وہ موازنہ کریں تو ان کو اس کا فرق عیاں طور پر محسوس ہوگا۔ خود برطانیہ میں جو سب سے زیادہ اس مسئلہ میں چراغ پا ہے اور اس کو آزادیٔ رائے پر حملہ تصور کرتا ہے ایسا قانون موجود ہے جس کے رو سے بعض امور میں تنقید کی اجازت نہیں ہے۔

پھر آزادیٔ رائے اور آزادیٔ سب و شتم میں فرق کرنا ہر ذی شعور آدمی کا کام ہے اگر کوئی شخص مولانا وحید الدین خاں صاحب کے گھر کے سامنے کھڑا ہو کر اُن کو اور ان کے خاندان کو گالیاں دے یا ان کی زندگی کے بارے میں کوئی ایسی کہانی لکھے جس میں ان پر اور ان کے خاندان پر اخلاقی اعتبار سے حملے ہوں تو کیا اس کو آزادیٔ رائے کہہ کر نظر انداز کر دینا مناسب ہوگا۔ ایسی صورت میں خود مولانا وحید الدین خاں کا کیا موقف ہوگا!!

ضروری تھا کہ کوئی صاحب قلم ان کے افکار و خیالات کا تنقیدی جائزہ لیتا خطرات اور فاسد نتائج سے آگاہ کرتا۔ ہماری مبارکباد کے مستحق ہیں جناب ڈاکٹر محسن عثمانی صاحب جنھوں نے بڑی محنت اور تحقیق سے قرآن پاک، حدیث نبوی اور فقہاء و ائمہ کی کتابوں اور رایوں کی روشنی میں وحید الدین خاں صاحب کے "شاتم رسول" کے بارے میں فاسد و شر انگیز بیانات کی تردید میں زیر نظر رسالہ مرتب کیا۔ رسالہ علم و تحقیق کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ اس میں کتاب و سنت اور ائمہ فقہ کی کتابوں و آراء سے بوجہ اتم استفادہ کیا گیا ہے۔ اور انداز بیان جدید تحقیق کے مطابق ہے ایک مثال ملاحظہ ہو:

"وحید الدین خاں صاحب سزائے قتل کے انکار پر اپنے موقف پر سند و رحیمے کے لئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت عالم بنا کر بھیجے گئے تھے نہ کہ قاتل عالم" اگر خاں صاحب سزائے قتل کی حکمت پر غور فرماتے تو شاید یہ بات ان کی سمجھ میں آجاتی کہ شاتم رسول کی سزائے قتل عین رحمت ہے اور اس میں انسانیت کی نجات مضمر ہے قرآن میں قصاص کو ان رنگ سے تعبیر کیا گیا ہے: ولکم فی القصاص حیاۃ یا اولی الالباب. قصاص کو حیات اس لئے کہا گیا ہے کہ اس سے کثرت و خون کی بدامنی سے انسانیت کو نجات ملتی ہے. شاتم رسول کا قتل دراصل پیغمبر کے کردار کے قتل کی کوشش کا انتقام ہے اگر یہ انتقام نہ لیا جائے تو شتم رسول کا جرم غضب الٰہی کے نزول کو دعوت دے گا اور جب خدا کا غضب نازل ہوتا ہے تو قہر عالم آشوب بن کر مجرم وغیر مجرم سب کو یکساں طور پر اپنا نشانہ بناتا ہے اور ایک پورا خطۂ ارض عذاب کا شکار ہو جاسکتا ہے. اسی لئے شاتم رسول کا قتل غضب الٰہی کو روکنے کا ذریعہ ہے" (ص ۲۱-۲۲)

ڈاکٹر محسن عثمانی صاحب نے خاں صاحب کے بیان کا تجزیہ کر کے اس طرح سے نتیجہ نکال کر پیش کیا ہے:

"رسول کو برا کہنا آزادیٔ رائے ہے
اور ہر آزادیٔ رائے خیر اعلیٰ کی حیثیت رکھتی ہے۔
نتیجہ یہ نکلا کہ
رسول کو برا کہنا خیر اعلیٰ کی حیثیت رکھتا ہے، ص ۳۴"

ڈاکٹر محسن عثمانی صاحب نے اپنے رسالہ میں علم و تحقیق کے سنجیدہ، پر وقار اور عالمانہ طرز

استدلال کا دامن نہیں چھوڑا ہے۔ اور جارحانہ انداز سے مطلق گریز کیا ہے جس سے ان کا رسالہ لائق وستائش اور قابل تحسین بن گیا ہے۔ اس سے جہاں ان کے علم کی وسعت، مطالعہ کی گہرائی اور کتاب وسنت اور فقہ اسلامی سے اچھی واقفیت کا پتا چلتا ہے وہاں ہی ان کے اخلاق، للّٰہیت اور جذبۂ احقاق حق وابطال باطل نمایاں ہو جاتا ہے ڈاکٹر محسن عثمانی صاحب نہ صرف مسلمانوں کو اس فتنہ سے بچانا چاہتے ہیں بلکہ مولانا وحیدالدین خاں صاحب کو بھی راہ حق اختیار کرنے کی دعوت دیتے ہیں، مولانا سے ان کے گہرے روابط رہے ہیں، ان کی لغزش باعث تکلیف ہے۔

مولانا وحیدالدین خاں صاحب کو راقم بھی تقریباً تیس برس سے نہ صرف جانتا ہے بلکہ ان سے قربت اور نیازمندی کا تعلق رہا ہے۔ راقم کے پیش نظر ان کی وہ زندگی بھی ہے جو فقر ودرویشی، فکر آخرت اور خدمت دینی کے جذبے سے سرشار لگتی تھی اور موجودہ زندگی بھی ہے جو ناموری وشہرت اور ثروت ودولت سے مالامال ہے میری ان سے صرف یہ گذارش ہے کہ آخرت کے تصور کو نظر سے اوجھل نہ ہونے دیں جو بھی حرف ان کے قلم سے صفحۂ قرطاس پر ثبت ہو اس میں یہ فکر ضرور کارفرما ہے کہ اس سے ان کی آخرت سنورتی ہے یا بگڑتی ہے۔

"یوم لا ینفع مال ولا بنون إلا من أتی اللّٰہ بقلب سلیم..."

وللّٰہ الامر من قبل ومن بعد

ڈاکٹر سید محمد اجتباء ندوی
پروفیسر وصدر شعبۂ عربی
کشمیر یونیورسٹی ۔ سری نگر

حیدرآباد
۸/اکتوبر ۱۹۸۹ء

عرضِ مؤلف

از ڈاکٹر مولانا محسن عثمانی ندوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شاتم رسول کی سزا اسلامی شریعت میں متنازع فیہ مسئلہ نہیں ہے۔ تاریخ اسلام کے کسی دور میں اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں پایا گیا۔ لیکن دور جدید میں بعض اہل قلم مغربی نظریات سے اسی طرح متاثر ہو گئے جس طرح پہلے فلاسفہ اور متکلمین یونانی افکار سے متاثر ہو چکے تھے۔ مغربی نظریہ ہے کہ آزادیٔ فکر خیر اعلیٰ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور ہر شخص کو حق ہے کہ جو چاہے لکھے اور شائع کرے، اس پر کوئی پابندی نہیں ہونی چاہیے۔ اس مغربی نظریے کو قبول کر لینے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ایسے مسئلے سے اختلاف کیا گیا جس پر ہمیشہ علمائے اسلام متفق رہے ہیں۔ معروف صاحب قلم جناب وحید الدین خاں صاحب نے الرسالہ میں اپنے مضامین میں شاتم رسول کی سزائے قتل کا انکار کر دیا اور سلمان رشدی کی کتاب کے خلاف مسلمانوں کے احتجاج کو جو محبت رسول کی علامت ہے، ایک جنونانہ حرکت قرار دیا۔

وحید الدین خاں صاحب سے یہ توقع نہیں ہے۔ کہ وہ اجماع امت کے آگے اپنا سر جھکائیں گے۔ اور صحیح بات کو تسلیم کر لیں گے۔ ہماری اس بحث کی تمام تر بنیاد فقہ، فتاویٰ، احادیث اور علوم اسلامیہ کی امہات الکتب پر ہے۔ اور خاں صاحب کا نظریہ یہ ہے کہ فقہ، اور علوم اسلامیہ کی امہات الکتب کو دریا برد کر دینا چاہئے۔ کیونکہ ان کے خیال میں جب تک یہ کتابیں موجود ہیں نہ اسلام کا صحیح تصور قائم ہو سکتا ہے اور نہ اسلام کے چہرے پر پڑے

ہوئے گرد و غبار کو صاف کیا جا سکتا ہے۔ اور نہ دین کی تجدید کا کام ممکن ہے۔ احادیث کا ایک معتبر ذخیرہ تیار کر کے باقی سب کو نذر آتش کر دیا گیا ہوتا تو زیادہ بہتر تھا۔ جو شخص خاں صاحب کے ان نظریات کو جاننا چاہتا ہے وہ ان کی کتاب 'تجدید دین' پڑھ لے۔

یہ کتابچہ ان مسلمانوں کے لیے ہے جو فریب کارانہ دلائل کا جواب معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ اور جو ناموسِ رسولؐ کی حفاظت کے لئے اپنی جان قربان کر سکتے ہیں۔ اور اپنی کوتاہیوں کے باوجود عشق رسولؐ سے دستبردار ہونے کے لئے تیار نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جب ناموسِ دین کی حفاظت کے لئے تیغ باقی نہیں رہ جاتی تو عشق ہی حصار کا کام دیتا ہے۔ یہ عشق یوں تو ایک چھوٹا سا مختصر سہ حرفی لفظ ہے۔ بلکہ دراصل یہ عظیم قوت کا سرچشمہ ہے۔ اور طوفانوں کے مقابلے میں انسان کو ثابت قدم رکھتا ہے۔ ہندستان جیسے ملک میں اگر مسلمانوں میں یہ قوت آفریں جذبہ ختم ہو گیا تو پھر ان کی حفاظت بہت مشکل ہے۔

ہم عشق رسولؐ اور ملی حمیت اور خود داری کو ختم کرنے والے نظریات کو ملت کے لئے خطرناک سمجھتے ہیں۔ سلمان رشدی کی کتاب سے زیادہ خطرناک۔

سیرت خاتم النبیینؐ کے مؤلف ڈاکٹر مولانا ماجد علی خاں استاذ شعبۂ اسلامیات جامعہ ملیہ اسلامیہ نے "مقدس آیات" کے نام سے کتاب لکھی ہے۔ سلمان رشدی کی کتاب The Satanic Verses کے جواب میں ان کی کتاب The Holy Verses ہر جگہ مشہور و مقبول ہو چکی ہے۔ ان ہی کے ادارے کو یہ حق تھا کہ شاتم رسولؐ کی سزا کے موضوع پر اس تحقیقی بحث کو بھی شائع کرے۔

(ڈاکٹر مولانا) محسن عثمانی ندوی
اسسٹنٹ پروفیسر ویسٹ ایشین اسٹڈیز
جواہر لال نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی

نئی دہلی
۱۴/اکتوبر ۱۹۸۹ء

محبت رسولؐ

نسخۂ کونین را دیباچہ اوست
جملہ عالم بندہ گان وخواجہ اوست

(اقبالؔ)

اسلام کی تاریخ میں صراطِ مستقیم سے منحرف جو فرقے اُٹھے ان میں ایک فرقہ معتزلہ کا تھا۔ اس فرقہ کا انحراف یہ تھا کہ وہ فریبِ عقل کا شکار ہو گیا تھا۔ یقینی حقائق پر بھی جو ماوراء عقل تھے (نہ کہ مخالفِ عقل) اس نے عقل کی کمند پھینکی اور صرف وحی کی روشنی کو کافی نہیں سمجھا۔ یہ اعتزال جو بنو عباس کے دور کا فتنہ تھا اور جس میں یونانی فلسفے سے مرعوبیت پائی جاتی تھی رنگ وروغن کے فرق کے ساتھ بیسویں صدی میں بھی موجود ہے۔ اب اس میں قدیم یونانی فلسفے سے نہیں بلکہ جدید مغربی نظریات سے مرعوبیت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ اسی بیسویں صدی میں ایسے عقلاء اور دانشور پائے گئے جنھوں نے اسلام کی مسلّم حقیقتوں کا انکار کر ڈالا۔ کیونکہ ان کی عقلِ خام کی اُن حقیقتوں تک رسائی نہ ہو سکی۔ انھوں نے دور از کار تاویلوں سے کام لیا۔ معجزات کا انکار بھی اسی قبیل کا اعتزال تھا۔ اور اب شاتمِ رسولؐ کے قتل کا انکار اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ یہ سزائے قتل

موافقِ عقل ہے نہ کہ مخالفِ عقل۔ لیکن اس کے ادراک کے لئے مغرب کی ملحدانہ عقل نہیں بلکہ اسلام کی مؤمنانہ عقل درکار ہے۔ جو لوگ بے لگام اظہارِ خیال کی آزادی کو "خیرِ اعلیٰ" کا درجہ دیتے ہوں اور عشقِ رسولؐ کو اور نغمہ و شعر میں اس کے اظہار کو بُرا سمجھتے ہوں وہ صراطِ مستقیم سے اسی طرح منحرف ہیں جس طرح ابتدائی صدیوں کے معتزلہ صراطِ مستقیم سے منحرف تھے۔ محبت رسولؐ میں سرشاری اور اس سلسلے میں حمیت و خودداری عین تقاضائے اسلام ہے۔

در دلِ مسلم مقامِ مصطفیٰ است
آبروئے ما ز نامِ مصطفیٰ است

(اقبالؔ)

اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت اور حبِّ شدید (جس کا نام عشق ہے) فریب خوردگانِ مغرب کے نزدیک مریضانہ جذباتیت ہے لیکن اسلام میں یہی صحت مندانہ عقل کی دلیل ہے اور اہلِ ایمان کی پہچان قرآن میں یہ بتائی گئی ہے کہ وہ اللہ سے حبِّ شدید رکھتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ۔ (البقرۃ: ۱۶۵)

اور جو مومن ہیں ان کو اللہ کے ساتھ نہایت شدید محبت ہے۔

اللہ اور اس کے رسول کی محبت سے عاری ہونا اہلِ فسق کا شعار ہے اور اس پر اللہ کی طرف سے تہدید ہے:۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ

"آپ کہہ دیجیے کہ اگر تمھارے باپ اور تمھارے بیٹے اور تمھارے بھائی اور تمھاری بیویاں اور تمھارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس کے بیٹھ جانے کا تم کو اندیشہ ہو

تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ [1]

اور دہ گھر جن کو تم پسند کرتے ہو، اگر تم کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہیں تو تم منتظر رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیج دے اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

ایمان کے ذائقے سے وہی شخص آشنا ہو سکتا ہے جس کے دل میں خدا اور رسولؐ کی محبت ساری محبتوں پر غالب ہو۔

عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ثلاث من کن فیہ وجد حلاوۃ الایمان ان یکون اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواہ، وان یحب المرء لا یحبہ الا للہ، وان یکرہ ان یعود الی الکفر کما یکرہ ان یقذف فی النار [2]

"حضرت انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین باتیں جس شخص کے اندر ہوں گی وہ ایمان کی شیرینی کو پائے گا۔ اللہ اور اس کے رسول کی محبت ہر دوسری محبت سے زیادہ ہو۔ اور یہ کہ خالص اللہ کے لیے کسی انسان سے محبت ہو اور یہ کہ وہ کفر کی طرف لوٹنا اسی طرح ناپسند کرے جس طرح آگ میں ڈالا جانا اُسے ناپسند ہے۔"

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا یؤمن احدکم حتی

"انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا

---

[1] التوبہ - ٢٤
[2] بخاری ومسلم

اکون أحبّ الیہ من والدہ وولدہٖ والناس اجمعین۔ [1] جب تک کہ میری ذات اس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جائے۔

محبت وعشق ایسی چیز ہے۔ جس سے اطاعت وعبادت پر مواظبت پیدا ہوتی ہے اور غیرت وحمیت بھی انسان کے اندر بیدار ہوتی ہے اور وہ محبوب کے دشمن کا دشمن بن جاتا ہے اور اسی سے قربانی کا جذبہ پروان چڑھتا ہے۔ اور انسان سرفروشی کی تمنا کرنے لگتا ہے۔ اور اسی سے محبوب کے طریقوں کی نقل اور پیروی آسان ہو جاتی ہے۔ یہی محبت وعشق کی نفسیات ہے۔ جس کی وجہ سے ہر مومن کے لئے اس کی آرزو اور جستجو کرنا ضروری ہے۔ اور یہی بادۂ عشق اور محبت کا آبِ زلال ہے۔ جس کی حضورؐ نے خود دعا مانگی تھی۔

اللّٰھم اجعل حبّک احبّ الیّ من الماء البارد۔ [2] اے اللہ اپنی محبت کو میرے لیے آبِ سرد سے زیادہ محبوب بنا دے۔

اطاعت ثمرۂ محبت ہے اسی لیے عربی شاعر نے کہا ہے۔

لو کان حبّک صادقاً لاطعتہ
انّ المحبّ لمن یحب مطیع

۔ اگر تمھاری محبت صادق ہوتی تو تم ضرور اس کی فرمانبرداری کرتے کیونکہ محبت کرنے والا اپنے محبوب کا فرمانبردار ہوتا ہے۔

عارف رومی نے عشق ومحبت کو تمام امراض کا علاج بتایا ہے۔

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما — اے طبیب جملہ علت ہائے ما
اے دوائے نخوت وناموس ما — اے تو افلاطون وجالینوس ما

---

[1] بخاری ومسلم۔
[2] اُدعیہ ماثورہ، حصن حصین۔

اصحابِ رسولؐ کا عشقِ رسولؐ :

صحابہؓ میں رسول اللہؐ کے لئے محبت وجاں بازی، عشق اور فدا کاری کس درجہ تھی اس کا اندازہ عروہ بن مسعود ثقفی کے بیان سے ہوتا ہے۔ وہ چشم دید واقعہ نقل کرتے ہیں۔

ما تنخم نخامة الا وقعت في
كف رجل منهم فدلك بها
جلده ووجهه وإذا امرهم
ابتدروا امره وإذا توضأ
كادوا يقتتلون على وضوءه
وإذا تكلم خفضوا اصواتهم
عنده وما يحدون
اليه النظر تعظيما له[۱]

"آپؐ جیسے ہی کھکھار اور بلغم تھوکتے تو وہ بھی آپؐ کے ساتھیوں میں سے کسی ایک کے ہاتھ پر آتا اور وہ اُسے اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتا۔ اور جب آپؐ کوئی حکم دیتے تو بجا آوری کے لئے سب دوڑ پڑتے اور جب آپؐ وضو کرتے تو پانی کے قطروں کو ہاتھ پر لینے کے لئے ایسا لگتا ہے کہ لوگ لڑ پڑیں گے اور جب آپؐ بات کرتے تو سب اپنی آوازیں پست کر لیتے اور فرطِ تعظیم سے کوئی آپؐ کو گھور کر نہ دیکھتا۔"

عروہ بن مسعود ثقفی نے صحابہؓ کی محبت وجاں نثاری کا منظر دیکھا اور جب وہ اپنے رفقاء کے پاس آیا۔ تو اس نے یہ بیان دیا: لوگو! بخدا میں نے قیصر وکسریٰ اور نجاشی کے دربار دیکھے ہیں بخدا میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں کہ جتنی محمدؐ کے ساتھی محمدؐ کی تعظیم کرتے ہیں۔

---

[۱] زاد المعاد۔

ابوسفیان کی شہادت:

کافروں نے صحابی رسولؐ حضرت خبیبؓ اور زیدؓ بن دثنہ کے قتل کا ارادہ کیا۔ قریش کے لوگ اس ارادے سے جمع ہوئے۔ ابوسفیان بن حرب بھی ان میں موجود تھے۔ قتل سے پہلے انھوں نے پوچھا زید بخدا بتاؤ کیا تم پسند نہیں کرتے ہو کہ تمھاری جگہ محمدؐ ہوتے اور ہم انھیں قتل کرتے اور تم اپنے اہل وعیال کے ساتھ ہوتے۔

حضرت زیدؓ نے جواب دیا:

خدا کی قسم مجھے تو یہ بھی منظور نہیں کہ حضورؐ کو ان کے مکان میں ایک کانٹا بھی چبھے اور میں اپنے اہل وعیال میں آرام سے ہوں۔

ابوسفیان نے شہادت دی:

مارأیت من الناس أحداً یحب أحداً کحب اصحاب محمدٍ محمداً[1]	میں نے کسی کو کسی سے اتنی محبت کرتے نہیں دیکھا جتنی محبت محمدؐ کے ساتھی محمدؐ سے کرتے ہیں۔

آج کل کے نام نہاد روشن خیال اور عصریت کے دلدادہ حضرات کے نزدیک حضورؐ کے نام پر پروانہ وار نثار ہونا اور ان کے خلاف سبّ وشتم کرنے والے کو نہ برداشت کرنا جذباتیت اور مجنونانہ حرکت ہے۔ حالانکہ ایسے گستاخ اور دریدہ دہن کو برداشت نہ کرنا تقاضائے ایمان ہے، حکم شریعت ہے، اسی پر اہل دین کا اجماع ہے، یہی صحابۂ کرام کی سنت ہے،

---

[1] حیاۃ الصحابہ جلد ۱ صفحہ ۴۴۴۔

یہی چودہ سو سال کی روایت ہے، اور قرآن وحدیث اور فقہ کی کتابوں سے اسی کی تصدیق ہوتی ہے۔

شاتم رسولؐ کی سزائے قتل سے انکار کا فتنہ

شاتم رسولؐ کے لئے سزائے قتل کی مخالفت اور اہانت رسولؐ پر احتجاج کو خلاف اسلام قرار دینا در اصل مزاج اسلام سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ اور اجماع امت کی مخالفت ہے گذشتہ چودہ سو سال میں یہ مسئلہ متفق علیہ رہا ہے اور کسی نے بھی شاتم رسولؐ کی سزائے قتل کا انکار نہیں کیا۔ علامہ ابن تیمیہؒ نے تو اس موضوع پر ایک مکمل کتاب "الصارم المسلول علی شاتم الرسول" کے نام سے لکھ دی ہے، حیرت اور افسوس کی بات ہے کہ اب شاتم رسولؐ کی سزائے قتل سے انکار کی دعوت اٹھی ہے اور اس فکر کے داعی ہیں وحید الدین خاں صاحب اسلامی مرکز کے صدر، الرسالہ کے ایڈیٹر۔ انھیں بڑا اضطراب ہے اس بات پر کہ ساری دنیا کے مسلمان سلمان رشدی کی کتاب کے خلاف احتجاج کا جھنڈا اٹھائے ہوئے ہیں۔ اور اس کے قتل کا فتویٰ بھی صادر کر چکے ہیں۔ نہ صرف ایک سلمان رشدی بلکہ تاریخ کے تمام شاتمین رسولؐ کو قتل سے بچانے میں انھوں نے وکیلانہ منطق اور غیر موزوں وغلط استدلال کی صلاحیتیں وقف کر رکھی ہیں۔ اس بارے میں ان کا موقف ان کے الفاظ میں یہ ہے۔

"موجودہ زمانے میں مسلمانوں کا عام خیال یہ ہو گیا ہے کہ پیغمبر کے ساتھ گستاخی یا اس کا استہزار ایک ایسا جرم ہے جو علی الاطلاق طور پر مجرم کو واجب القتل بنا دیتا ہے۔ . . . . اس قسم کا مطلق نظریہ شرعی اعتبار سے بے بنیاد ہے۔

اسلام میں اس کے لیے کوئی حقیقی دلیل موجود نہیں ہے۱؎"

"امتحان کی اس دنیا میں جہاں ہر ایک کو آزادی ہے آپ کسی کو اس پر مجبور نہیں کر سکتے کہ وہی الفاظ بولے جو آپ چاہتے ہیں کہ بولا جائے..... موجودہ زمانہ میں آزادی فکر خیر اعلیٰ کی حیثیت رکھتی ہے۲؎"

"رشدی کے خلاف مسلمانوں نے قتل کا فتویٰ دے کر جو ہنگامہ برپا کیا اس نے اسلام کے معاندین کو اس بات کا سنہری موقع دیا کہ وہ اس کو لے کر اسلام کو بدنام کریں۔ وہ تمام دنیا کو یہ تاثر دیں کہ اسلام ایک خونخوار مذہب ہے وہ قتل و خون کا دین ہے"۳؎

"رسولؐ کی شان میں گستاخی کے مسئلہ پر اُٹھنے کے لیے صرف نفرت کا جذبہ کافی ہے جو مسلمانوں کے اندر کافی مقدار میں موجود ہے۴؎"

"رسولؐ کے نام پر رسول کے طریقے کی خلاف ورزی کی اس سے زیادہ سنگین مثال شاید پوری اسلامی تاریخ میں نہیں ملے گی۵؎"

"رسول اللہؐ کی شان میں گستاخی بجائے خود مستوجب قتل جرم نہیں ہے۶؎"

"جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر کے ساتھ گستاخی علی الاطلاق طور پر مستوجب قتل جرم ہے۔ وہ ایک ایسی بات کہتے ہیں جس کے لئے ان کے پاس قرآن و سنت کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۷؎"

۱؎ الرسالہ جون ۱۹۸۹ء۔
۲؎ الرسالہ جولائی ۱۹۸۹ء۔
۳؎ الرسالہ جون ۱۹۸۹ء۔
۴؎ ایضاً
۵؎ الرسالہ جون ۱۹۸۹ء۔
۶؎ ایضاً
۷؎ ایضاً

"مسلمان رشدی کے خلاف مسلمانوں کے مجنونانہ ایجی ٹیشن کا فائدہ کچھ نہیں ہوا ہے[1]"

وحید الدین خاں نے رشدیات پر اپنے مضامین میں یہ چیلنج دیا ہے کہ شاتم رسولؐ کی سزا کے لئے قتل قرآن وسنت سے ثابت نہیں۔ اب ہم ذیل میں اس چیلنج کا جواب پیش کریں گے۔ قرآن وسنت آسمانی کتابوں، دورِ صحابہؓ کے نظائر، فقہاء کے اقوال سے یہ شہادتیں پیش کریں گے کہ شاتم رسولؐ کی سزا علی الاطلاق قتل ہے۔ اور اس میں کسی دوسرے سبب کا پایا جانا ضروری نہیں۔

وجہ قتل :

ایک مسلمان شاتم رسولؐ دو سبب سے اپنی زندگی کا استحقاق کھوتا ہے۔

۱۔ شتم رسول بذاتہ مستوجب قتل ہے۔ رسول اللہؐ نے اور صحابہؓ نے کافر اور ذمی کو سب وشتم رسول کے جرم میں قتل کیا ہے۔

۲۔ شاتم رسول اگر مسلمان تھا تو اس کے یہاں دو وجہ قتل جمع ہو جاتی ہیں۔ ایک سب وشتم اور دوسرے ارتداد۔ یہ ارتداد کی نہایت سنگین قسم ہے۔ مسلمان پیغمبر پر سب وشتم سے مرتد اور کافر ہو جاتا ہے۔

ولو سب نبیا من الانبیاء او استخف به فانه یکفر بالاجماع[2]	"اگر انبیاء میں سے کسی نبی پر سب وشتم کرے یا استخفاف کرے تو وہ بالاجماع کافر ہو جاتا ہے۔"

---

[1] الرسالہ جون ۱۹۸۹ء۔
[2] الفقہ المیسر فی العبادات والمعاملات۔

والحاصل انه لا شك ولا شبهة فی کفر شاتم النبی وفی استباحة قتله وهو المنقول عن الائمة الاربعة [1]	حاصل یہ ہے کہ شاتم رسول کے کفر اور اس کے قتل کے درست ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ اور یہی ائمہ اربعہ سے منقول ہے۔
کل من سب الله تعالیٰ او سب رسولا من رسله او ملکا من ملائکته علیهم السلام فقد کفر [2]	جس شخص نے اللہ یا اس کے رسول یا اس کے فرشتے پر سب وشتم کیا وہ کافر ہوا۔
یرتد ان سب نبیاً او احد الملائکة۔ [3]	نبی یا کسی فرشتے پر اگر سب وشتم کی تو مرتد ہو جائے گا۔

شاتم رسول کو قتل سے بچانے والے وکیل کے لئے دو شکلیں رہ جاتی ہیں یا تو وہ یہ کہے کہ شتم رسول سے مسلمان مرتد نہیں ہوتا یا وہ یہ ثابت کرے کہ مرتد کی سزا اسلام میں قتل نہیں۔ جہاں تک پہلی شکل کا تعلق ہے تو محمد بن سحنون کا قول یہاں تک ہے کہ شاتم رسول کے کفر اور عذاب میں جو شک کرے گا وہ خود کافر ہو جائے گا۔

مسلمان شاتم رسول کے لئے دو وجہیں جو مستوجب قتل ہیں جمع ہو جاتی ہیں۔ ایک شتم اور دوسرے ارتداد۔ اب ہم قرآن وسنت اور آثار صحابہؓ سے وہ دلیلیں پیش کریں گے جن سے کہیں تو شتم کی وجہ سے سزائے قتل کا ثبوت ملے گا اور کہیں ارتداد کی وجہ سے قتل کی سزا ثابت ہوگی۔

---

[1] فتاویٰ شامی جلد ۳ صفحہ ۴۰۰
[2] منہاج المسلم، صفحہ ۴۵۹
[3] موسوعہ جمال عبدالناصر فی الفقہ الاسلامی

یہودیت اور عیسائیت میں ارتداد کی سزا

صرف اسلام میں نہیں بلکہ دیگر آسمانی مذاہب میں بھی ارتداد کی سزا قتل ہے چنانچہ تورات میں ہے۔

"اگر تیرا بھائی جو تیری ماں کا بیٹا ہے، یا تیرا ہی بیٹا ہے یا تیری بیٹی یا تیری بیوی۔ یا تیرا دوست جو تجھے جان کے برابر عزیز ہے اگر تجھے پوشیدہ میں پھسلادے اور یہ کہے کہ آج دیگر معبودوں کی بندگی کر.... تو تو اس سے ہرگز موافق نہ ہونا اور نہ اس کی بات سننا اور اس پہ رحم کی نگاہ نہ رکھنا نہ اس کی رعایت کرنا۔ بلکہ اسے خود قتل کرنا۔ اس کے قتل پر پہلے تیرے ہاتھ بڑھیں اور بعد اس کے قوم کے ہاتھ۔ اور تو اسے سنگسار کرنا تاکہ وہ مرجائے" [1]

اسی طرح عیسائیت میں ارتداد کی سزا قتل ہے یہ اقتباس دیکھئے:۔

"دانستہ ارتداد ناقابلِ تلافی گناہ ہے، قتل اور زناکاری کے درجہ کا [2]"

انگلستان میں ایک چھوٹے پادری نے جب تیرہویں صدی عیسوی میں ایک یہودی عورت سے شادی کرنے کے لیئے دینِ عیسائیت کو چھوڑ دیا تھا تو اُسے آکسفورڈ میں سترہ اپریل ۱۲۲۲ء میں جلادیا گیا [3]

---

[1] استثناء ۱۳: ۶ — ۱۰۔

[2] انسائیکلوپیڈیا ریلیجن اینڈ ایتھکس، ج ۶۔

[3] حوالہ سابق صفحہ ۶۲۴۔

قرآن سے استدلال:

صاحب الفقہ المیسر نے مرتد کی سزائے قتل پر قرآن سے استدلال کیا ہے وہ لکھتے ہیں:۔

"من ثبتت ردته فهو مهدور الدم لانه أتى بأفحش انواع الكفر و اغلظها كلها۔ قال الله تعالى۔ ومن يرتدد منكم عن دينه فيمت وهو كافر فاولئك حبطت اعمالهم في الدنيا والآخرة واولئك اصحاب النار هم فيها خالدون"[1]

"جس شخص کا ارتداد ثابت ہو جائے اس کا خون ہدر (رائیگاں) ہے۔ کیونکہ اس نے بدترین قسم کے کفر کا ارتکاب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے اور مرے کافر ہو کر تو یہی وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں اکارت گئے وہ دوزخ کے لوگ ہیں، اُس میں وہ ہمیشہ رہیں گے"۔

مذکورہ آیت کی تشریح:

مولانا امین احسن اصلاحی اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں:۔

"تنبیہ مسلمانوں کو بھی کر دی گئی ہے کہ اگر ان کے ظلم و ستم سے مرعوب ہو کر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھر جائے اور اسی حالت میں مر جائے گا اس کے تمام اعمال دنیا و آخرت میں اکارت ہو جائیں گے ...
اس آیت میں ایک خاص نکتہ بھی قابل لحاظ ہے کہ اعمال کے اکارت ہونے کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ دنیا اور آخرت دونوں میں اکارت

---

[1] الفقہ المیسر فی العبادات والمعاملات۔

ہو جائیں گے۔ آخرت میں مرتد ہو جانے والوں کے اعمال کا اکارت ہونا تو واضح ہے۔ البتہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ دنیا میں ان کے اعمال کے اکارت ہونے کی شکل کیا ہوگی۔ ہمارے نزدیک اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص مرتد ہو جاتا ہے وہ اسلامی ریاست میں جملہ شہری حقوق سے محروم ہو جاتا ہے۔ ریاست پر اس کے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری باقی نہیں رہتی ہے۔ چنانچہ اسی اصول پر اسلامی تعزیرات کا وہ قانون مبنی ہے جو مرتدوں کی سزا سے متعلق ہے۔[1]

قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی "حبطت اعمالھم فی الدنیا" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

"پس ایسے شخص کے دنیا میں مسلمان ہونے کی وجہ سے اس کا خون اور مال محفوظ نہ رہے گا اس کو قتل کر دیا جائے گا۔"[2]

قرآن سے دوسرا استدلال:

فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَنُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ وَإِنْ نَّكَثُوْا أَيْمَانَهُمْ مِّنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ، إِنَّهُمْ

لیکن اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز کے پابند ہو جائیں اور زکات دینے لگیں تو وہ تمہارے بھائی ہو جائیں گے دین میں اور ہم آیتوں کو علم والوں کے لئے تفصیل سے بیان کرتے ہیں اور اگر یہ لوگ اپنی قسموں کو اپنے عہد کے بعد توڑ ڈالیں اور تمہارے دین پر طعن کریں تو تم قتال کرو

---

[1] تدبر قرآن، جلد اوّل۔

[2] تفسیر مظہری۔

لَا اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ [1]	پیشوایان کفر سے کہ ان کی قسمیں باقی نہیں رہیں تاکہ یہ لوگ باز آجائیں۔

اس آیت کے رو سے مرتد اور طعن فی الدین اور شتم رسول کا مجرم واجب القتل ہو گا۔ چنانچہ علامہ سیوطی اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں:۔

قال السیوطی فی الاکلیل استدل بہذہ الایۃ من قال انہ یقتل من طعن فی الاسلام او القرآن او ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بسوء [2]	الاکلیل میں سیوطی نے کہا اس آیت سے استدلال کیا جاتا ہے۔ کہ اس شخص کو قتل کیا جائے گا جس نے اسلام یا قرآن کے خلاف بُرے کلمات کہے یا رسول اللہؐ کے بارے میں بُرے الفاظ کہے۔

صاحب مدارک التنزیل کہتے ہیں:۔

اذا طعن الذمی فی دین الاسلام طعناً ظاھراً جاز قتلہ لان العھد معقود معہ علی ان لا یطعن فاذا طعن فقد نکث عھدہ وخرج من الذمۃ [3]	اگر کوئی ذمی کھل کر دین اسلام کے خلاف زبان درازی کرے تو اس کا قتل درست ہے۔ اس لئے کہ اس کے ساتھ معاہدہ اس بات پر تھا کہ وہ زبان درازی نہ کرے گا اور جب اس نے زبان درازی کی تو عہد ٹوٹ گیا اور اس کا ذمہ ساقط ہو گیا۔

ابن حیان کہتے ہیں کہ ائمۃ الکفر کے قتل کا حکم عوام کے قتل کی نفی نہیں

---

[1] التوبہ، آیت ۱۲۔

[2] محاسن التاویل جلد ۸ صفحہ ۱۴۲

[3] مدارک التنزیل۔

ہے ائمہ کی تصریح اہتمام وخصوصیت اور تاکید کے لئے ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "قاتلوا ائمۃ الکفر" سے مراد ہے " قاتلوا الکفار"۔ لہ

صاحب "روح المعانی" کہتے ہیں :۔

تخصیصھم بالذکر لأن قتلھم أھم لا لأنہ لا یقتل غیرھم۔ لہ

ائمہ کفار کے ذکر کی تخصیص اس وجہ سے ہے کہ ان کا قتل سب سے ضروری ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ غیر ائمہ کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

مولانا مودودی "آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں :۔

" اس جگہ سیاق وسباق خود بتا رہا ہے کہ قسم اور عہد وپیمان سے مراد کفر چھوڑ کر اسلام قبول کر لینے کا عہد ہے۔ اس لئے اُن لوگوں سے اب کوئی معاہدہ کر لینے کا سوال باقی ہی نہیں رہا تھا پچھلے سارے معاہدے وہ توڑ چکے تھے ان کی عہد شکنیوں کی بنا پر ہی اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے براُت کا اعلان انھیں صاف صاف سنایا جاچکا تھا۔ یہ بھی فرما دیا گیا تھا کہ آخر ایسے لوگوں کے ساتھ کوئی معاہدہ کیسے کیا جا سکتا ہے اور یہ فرمان بھی صادر ہوچکا تھا کہ اب انھیں صرف اسی صورت میں چھوڑا جا سکتا ہے کہ یہ کفر و شرک سے توبہ کر کے اقامت صلوٰۃ اور ایتائے زکات کی پابندی قبول کریں۔ اس لئے یہ آیت مرتدین سے جنگ کے معاملے میں بالکل صریح ہے۔ دراصل اس میں فتنۂ ارتداد

لہ البحر المحیط۔

لہ روح المعانی۔

کی طرف اشارہ ہے جو ڈیڑھ سال بعد خلافتِ صدیقی کی ابتدا میں برپا ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس موقع پر جو رویہ اختیار کیا وہ ٹھیک اس ہدایت کے مطابق تھا جو اس آیت میں پہلے ہی دی جا چکی تھی ؎۱"

احادیث سے استدلال:

شاتمِ رسولؐ جو جرمِ شتم سے پہلے مسلمان رہ چکا ہو مرتد ہو جاتا ہے اور شتمِ رسولؐ کی بنا پر اور پھر ارتداد کی بنا پر وہ مستحقِ قتل ٹھہرتا ہے۔ ذیل میں وہ احادیث بھی درج کی گئی ہیں جن سے ارتداد کی وجہ سے سزائے قتل ثابت ہوتی ہے۔ اور وہ حدیثیں بھی جن سے ثابت ہوتا ہے کہ شتمِ رسول کی بنا پر مجرم کو قتل کر دیا گیا۔

۱۔ مرتد کی سزائے قتل پر بخاری مسلم اور ابوداؤد کی یہ حدیث شاہد ہے:۔

عن عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ وسلم: لا یحل دم امرئ مسلم یشہد ان لا الٰہ الا اللہ وانی رسول اللہ الا باحدی ثلاث۔ ۱۔ الثیب الزانی

"عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جو شخص مسلمان ہو اور شہادت دیتا ہو اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس بات کی کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس کا خون تین جرائم کے سوا کسی صورت میں حلال نہیں۔ ایک تو یہ کہ اس نے کسی کی جان

؎۱ تفہیم القرآن جلد دوم

...والنفس بالنفس ۔ ٣۔ والتارك لدينه والمفارق للجماعة[1]

لی ہو (اور قصاص کا مستحق ہوگیا ہو) دوسرے یہ کہ شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کرے تیسرے یہ کہ اپنے دین کو چھوڑ دے اور جماعت سے الگ ہو جائے۔

٢۔ عن ابن عباس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من بدل دينه فاقتلوه[2]

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص (مسلمان) اپنا دین بدل دے اسے قتل کر دو۔

٣۔ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا يحل دم امرئ مسلم الا رجل زنا بعد احصانه او كفر بعد اسلامه او النفس بالنفس[3]

رسول اللہؐ کا ارشاد ہے کہ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں مگر یہ کہ اس شخص کا خون جس نے شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کا ارتکاب کیا یا مسلمان ہونے کے بعد کفر کیا یا کسی کی جان لی۔

٤۔ عن ابي موسى الاشعري رضي الله عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم بعثه الى اليمن ثم ارسل معاذ بن جبل بعد ذالك فلما قدم

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ان کو یمن کا حاکم مقرر کر کے بھیجا پھر اس کے بعد معاذ بن جبل کو ان کے معاون کی حیثیت سے روانہ کیا کہ جب معاذ بن جبل وہاں پہنچے تو انھوں نے

---

[1] بخاری، مسلم وابوداؤد۔

[2] بخاری۔

[3] نسائی، باب مایحل به دم المسلم۔

قال ایہا الناس انی رسول رسول اللہ الیکم فالقی ابو موسی وسادۃ لیجلس علیہا فاتی رجل کان یہودیا فاسلم ثم کفر فقال معاذ لا اجلس حتی یقتل قضاء اللہ ورسولہ ثلاث مرات فلما قتل قعد[1]

اعلان کیا کہ لوگو میں تمہاری طرف اللہ کے رسول کا فرستادہ ہوں۔ ابو موسیٰ نے ان کے لیے تکیہ رکھا تاکہ اس سے ٹیک لگا کر بیٹھیں۔ اتنے میں ایک شخص پیش ہوا جو پہلے یہودی تھا پھر مسلمان ہوا پھر یہودی ہو گیا۔ معاذؓ نے کہا میں ہرگز نہ بیٹھوں گا۔ جب تک یہ شخص قتل نہ کر دیا جائے۔ اللہ اور اس کے رسول کا یہی فیصلہ ہے۔ حضرت معاذؓ نے یہ بات تین دفعہ کہی جب وہ قتل کر دیا گیا تو حضرت معاذؓ بیٹھ گئے۔

۵۔ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان امرأۃ ارتدت یوم احد فامر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان تستتاب فان تابت والا قتلت[2]

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت جنگ اُحد کے موقع پر مرتد ہو گئی نبیؐ نے فرمایا کہ اس سے توبہ کرائی جائے اور اگر توبہ نہ کرے تو قتل کر دی جائے۔

۶۔ عن جابر بن عبد اللہ ان امرأۃ ام رومان ارتدت فامر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بان یعرض علیہا الاسلام فان تابت والا قتلت[3]

حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت ام رومان مرتد ہو گئی تو نبیؐ نے حکم دیا کہ اس کے سامنے اسلام پیش کیا جائے اگر وہ توبہ کرلے تو بہتر ہے۔ ورنہ قتل کر دی جائے۔

---

[1] بخاری، مسلم، ابوداؤد۔
[2] بیہقی۔
[3] دارقطنی، بیہقی۔

ارتداد کے بہت سے واقعات میں نفس ارتداد پر سزائے قتل دی گئی گو کسی مخصوص بغاوت کی قیادت کا جرم ثابت نہیں ہوا کیونکہ نفس ارتداد خود ایک بغاوت ہے۔ اسی طرح سے شتمِ رسولؐ خود بالذات پیغمبر اور باقی دین سے بغاوت ہے۔ الگ سے کسی باغیانہ تحریک کی قیادت کے جرم کا سرزد ہونا ضروری نہیں۔ درج ذیل احادیث پر غور کیجیے۔

۷۔ عن بن عباس رضی اللّٰہ عنہما ان اعمی کانت لہ ام ولد تشتم النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وتقع فیہ فینہاھا فلا تنتھی۔ فلما کان ذات لیلۃ اخذ المغول فجعلہ فی بطنہا واتکا علیہا فقتلہا فبلغ ذالک النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال: الا اشہدوا ان دمہا ھدر۔[1]

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک نابینا صحابی تھے ان کی ایک ام ولد تھی جو نبیؐ کو گالی دیتی تھی اور ان پر زبان طعن دراز کرتی تھی۔ صحابی اُسے منع کرتے لیکن وہ باز نہ آتی ایک رات وہ صحابی اُٹھے اور پھاوڑے سے اس کا پیٹ پھاڑ دیا اور اس پر بیٹھ گئے پس اُسے قتل کر دیا۔ رسول اللّٰہؐ کو جب یہ خبر ملی تو آپ نے فرمایا لوگو گواہ رہو کہ اس کا خون ہدر (رائیگاں) ہے۔

بلوغ المرام فی احادیث الاحکام (صفحہ ۱۳۲) میں ہے کہ نابینا صحابی والی یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ نبی کو بُرا کہنے والا شخص قتل کر دیا جائے گا اور مسلمان ہونے کی صورت میں وہ مُرتد ہو جائے گا۔ اور اس سے توبہ بھی طلب نہیں کی جائے گی۔[2]

---

[1] ابوداؤد۔
[2] بلوغ المرام فی احادیث الاحکام (صفحہ ۱۳۲)

۸۔ وکان کعب بن الاشرف أحد رؤساء الیہود شدید الأذی لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم وکان یشبّب فی اشعارہ بنساء الصّحابۃ فلمّا کانت وقعۃ بدر ذھب الی مکۃ فجعل یؤلب علی رسول اللّٰہ وعلی المؤمنین ثم رجع الی المدینۃ علی تلک الحال فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من لکعب بن الاشرف فانہ قد آذی اللّٰہ ورسولہ فانتدب لہ رجال من الانصار فقتلوہ۔[1]

کعب بن اشرف ایک یہودی سردار تھا رسول اللہؐ کو بہت اذیت پہونچاتا اپنے اشعار میں صحابہ کی بیویوں کے بارے میں عشقیہ مضامین کہتا۔ جنگ بدر کے بعد وہ مکّہ گیا رسول اللہؐ اور مسلمانوں کے خلاف لوگوں کو بھڑکایا جب وہ مدینہ واپس آیا تو رسول اللہؐ نے کہا کون ہے جو کعب بن اشرف سے بدلہ لے اس نے خدا اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے۔ انصار میں سے کچھ لوگ اس غرض کے لئے روانہ ہوئے اور جاکر اسے قتل کر دیا۔

۹۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ فتح مکّہ کے دن حضورؐ نے ابن خطل کو اس وجہ سے کہ وہ شاتم رسول تھا۔ حرم میں قتل کروا دیا۔ فتح الباری میں اس واقعہ کی پوری تفصیلات موجود ہیں۔ ابن خطل خانۂ کعبہ کا کپڑا پکڑ کر لٹکا ہوا تھا ایک صحابی نے خدمت نبویؐ میں حاضر ہوکر اس کے بارے میں اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا جاؤ اُسے قتل کردو۔ انھوں نے اسے قتل کر دیا[2]

---

[1] زاد المعاد، جلد دوم، صفحہ ۴۸۲۔

[2] فتح الباری جلد ۴، صفحہ ۵۹، طبع لاہور۔

۱۰۔ کعب بن زہیر ایک شاعر خاندان کا چشم و چراغ تھا اور خود بھی ایک عظیم شاعر تھا۔ یہ کافر تھا اور نبیؐ کی ہجو کرتا تھا۔ یہ بھی ان مجرمین کی فہرست میں شامل تھا جن کے متعلق فتح مکہ کے موقع پر آپؐ نے حکم دیا تھا کہ اگر وہ خانہ کعبہ کا کپڑا پکڑے ہوئے بھی پائے جائیں تو بھی ان کی گردن مار دی جائے۔ لیکن یہ شخص بچ نکلا۔ اِدھر رسول اللہؐ غزوہ طائف (۸ھ) سے واپس ہوئے تو کعب بن زہیر کے بھائی نے اُسے خبر کی کہ رسول اللہؐ نے مکہ کے متعدد اشخاص کو اس بنا پر قتل کر دیا ہے کہ وہ آپؐ کی ہجو کرتے تھے اگر تمھیں اپنی جان بچانی ہے تو رسول اللہؐ کے پاس جا کر معافی مانگ لو کعب ابن زہیر پر زمین تنگ ہونے لگی اور جان کے لالے پڑتے ہوئے نظر آئے چنانچہ وہ مدینہ گیا اور اچانک حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی اور مشرف بہ اسلام ہوا۔

۱۱۔ فتح مکہ کے موقع پر آپؐ نے جن مجرمین کا خون رائیگاں قرار دیا تھا، ان میں ابن خطل کی دو لونڈیاں بھی تھیں جو نبیؐ کی ہجو گایا کرتی تھیں۔ ان میں ایک کا نام قریبہ تھا جو قتل کر دی گئی تھی۔ اور اس کا جرم یہ تھا کہ وہ ہجویہ اشعار اپنی آواز میں گاتی تھی۔

۱۲۔ مدینہ میں ایک شخص تھا جس کا نام ابو عفک تھا رسول اللہؐ نے جب حارث بن سوید بن صامت کو قتل کرادیا تو اس نے منافقت کا رویہ اختیار کیا اور حضورؐ کی شان میں منظوم ہجو لکھی جس کا پہلا شعر یہ تھا۔

لقد عشت دھراً وما ان اریٰ

من الناس داراً ولا مجمعا

حضورؐ کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا۔ کوئی ہے جو اس کو

قتل کر دے سالم عمیر اٹھے اور انھوں نے جا کر اس کو قتل کر دیا۔[1]

۱۴۔ بنو امیہ کی ایک عورت تھی جس کا نام عصماء بنت مروان تھا۔ یہ شاعرہ تھی۔ ابو عفک کے قتل سے اسے ناگواری ہوئی اور اس کا نفاق ظاہر ہوا۔ ذات رسول ؐ آپ کے مشن اور اہل اسلام کے خلاف اس نے اشعار میں ہرزہ سرائی کی۔ حسان بن ثابتؓ نے اس کے قصیدہ کا جواب دیا۔ دونوں کے قصیدوں کے اشعار سیرت ابن ہشام میں بھی مذکور ہیں۔ رسول اللہؐ نے کہا کہ کیا کوئی شخص نہیں جو انتقام لے اور اس عورت کو جا کر قتل کر دے۔ عمیر بن عدی الخطمی نے یہ کام اپنے ذمہ لیا اور اس کے گھر جا کر اسے قتل کر دیا۔ قتل کرنے کے بعد وہ رسول اللہؐ کے پاس آئے اور قتل کی اطلاع دی آپؐ نے فرمایا۔ نصرتم اللہ ورسولہ یا عمیر۔ عمیر تم نے اللہ اور اس کے رسول کی مدد کی۔[2]

صحابہ کے آثار و نظائر سے استدلال:

درج ذیل واقعے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایک ذمی کو بھی شتم رسول کے جرم میں قتل کیا جائے گا۔ اور یہ قتل وہ شخص بھی کر سکتا ہے جو سب و شتم اپنے کانوں سے سنے۔

۱۔ عن کعب بن علقمہ ان غرفۃ بن حارث الکندی رضی اللہ عنہ	حضرت بن علقمہ سے روایت ہے کہ غرفہ بن حارث الکندی ایک صحابیہ تھیں جن

---

[1] ابن ہشام، جلد ۴ صفحہ ۲۸۵۔

[2] ابن ہشام، جلد ۴ صفحہ ۲۸۶۔

وکانت لہ صحبۃ من النبی۔ فمر علی رجل کان لہ عہد فدعاہ غرفۃ الی الاسلام فسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقتلہ غرفۃ فقال لہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ انما یطمئنون الینا بعہد قلنا ما عاھدناھم علی ان یوذونا فی اللہ ورسولہ[1]

کا گزر ایسے شخص پر ہوا جو ذمی تھا۔ حضرت غرفہ نے اس ذمی کو اسلام کی دعوت دی اس نے جواب میں نبیؐ کو گالی دی۔ حضرت غرفہ نے اسے وہیں قتل کر دیا۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہا۔ انھیں (یعنی ذمیوں کو) ہمارے عہد اور ذمہ کی وجہ سے اطمینان رہتا ہے۔ کہا گیا کہ ہم نے انھیں عہد اور ذمہ اس بات کا نہیں دیا ہے کہ اللہ اور رسولؐ کے بارے میں ہمیں ایذا پہنچائیں۔

وحیدالدین خاں صاحب کی نظر سے مذکورہ بالا صحابی کا واقعہ نہیں گزرا، ورنہ وہ یہ نہ لکھتے کہ "شتم رسولؐ سے مسلمانوں کے جذبات کا مجروح ہونا تعزیرات اسلام کی کوئی دفعہ نہیں"۔

علماء اسلام اور ائمہ کرام کا اجماع ہے کہ:۔

شاتم رسولؐ (مسلمان) مرتد ہے۔

اور مرتد واجب القتل ہے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ شاتم رسولؐ واجب القتل ہے۔

اب ذیل میں وہ آثار و نظائر پیش کئے جاتے ہیں جن سے ارتداد پر سزائے قتل کا ثبوت ملتا ہے۔

۱۔ حضورؐ کی وفات کے بعد یمن اور نجد کے علاقے میں ارتداد کا فتنہ

---

[1] حیاۃ الصحابہ، جلد دوم، صفحہ ۳۵۱۔

پھیل گیا تھا۔ بہت سے لوگوں نے مسیلمہ کذاب اور سجاح کی نبوت کو مان لیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ فتنۂ ارتداد کو ختم کرنے کے لئے کھڑے ہوئے اور سرکوبی کے لئے انھوں نے عکرمہؓ بن ابی جہل کو روانہ کیا اور یہ ہدایت دی۔

ومن لقیتہ من المرتدین بین عمان الی حضرموت والیمن فنکل بہ

عمان سے حضرت موت اور یمن تک جو مرتدین ملیں انھیں قتل کر دو۔

۳۔ حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں ایک عورت ام قرفہ نامی رہا کرتی تھی وہ مسلمان ہونے کے بعد مُرتد ہو گئی حضرت ابوبکرؓ نے اس سے توبہ کا مطالبہ کیا اس نے انکار کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے توبہ نہ کرنے پر اسے قتل کرا دیا[1]

۴۔ عمرو بن العاصؓ حاکم مصر نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ ایک شخص اسلام لایا تھا پھر کافر ہو گیا پھر اسلام لایا پھر کافر ہو گیا یہ فعل وہ کئی بار کر چکا ہے اب اس کا اسلام قبول کیا جائے یا نہیں حضرت عمرؓ نے جواب دیا۔ جب تک اللہ اس کا اسلام قبول کرتا ہے تم بھی کئے جاؤ اس کے سامنے اسلام پیش کرو۔ مان لے تو چھوڑ دو۔ ورنہ گردن مار دو[2]

۵۔ چند آدمی کوفے میں مسیلمہ کذاب کی دعوت کو پھیلا رہے تھے۔ حضرت عثمانؓ کو اس کی خبر کی گئی آپ نے جواب دیا کہ ان کے سامنے دین حق اور شہادت لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پیش کیا جائے جو اس دعوت کو قبول کرلے اور مسیلمہ سے اظہار برأت کرے اسے چھوڑ دیا جائے۔ اور جو دین مسیلمہ پر قائم رہے اسے قتل کر دیا جائے[3]

---

[1] دار قطنی و بیہقی۔
[2] کنز العمال۔
[3] طحاوی کتاب السیر بحث استتابۃ المرتد۔

۶۔ حضرت علیؓ کے زمانے میں ایک شخص پکڑا ہوا لایا گیا جو مسلمان تھا پھر کافر ہوگیا۔ آپ نے اسے ایک ماہ توبہ کی مہلت دی پھر اس سے پوچھا مگر اس نے توبہ سے انکار کردیا آخر آپؓ نے اسے قتل کرا دیا[۱]

۷۔ حضرت علیؓ کو اطلاع ملی کہ کچھ لوگ عیسائیت کو چھوڑ کر مسلمان ہوگئے اور اس کے بعد دوبارہ عیسائی ہوگئے حضرت علیؓ نے ان سب لوگوں کو گرفتار کروایا اور انھیں بلاکر ان سے معاملہ دریافت کروایا۔ انھوں نے کہا کہ ہم عیسائی تھے پھر ہم نے اپنے اختیار سے اسلام قبول کرلیا مگر اب ہماری رائے ہے کہ عیسائیت سے افضل کوئی دین نہیں۔ اس لئے ہم پھر سے عیسائی ہوگئے ہیں۔ حضرت علیؓ کے حکم سے یہ سب لوگ قتل کردیے گئے۔ اور ان کے بچوں کو غلام بنا لیا گیا[۲]

اجماعِ اُمت سے استدلال:

کتاب وسنت اور سیرت وتاریخ کے واقعات اور ائمہ مجتہدین کے اجماع سے یہ بات ثابت ہے کہ شتمِ رسول اور ارتداد کی سزا قتل ہے۔ اور رسول اللہؐ کی اُمت نے گذشتہ چودہ سو سال میں کسی مسلمان شاتمِ رسول کو زندہ نہیں چھوڑا کیونکہ گستاخی رسول ارتداد کو مستلزم ہے۔ قاضی عیاض نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

واجتمعت الامۃ علی قتل منتقصہ مسلمانوں میں سے رسول اللہؐ کی شان میں گستاخ

---

[۱] کنز العمال جلد ۱، صفحہ ۸۰۔

[۲] طحاوی کتاب السیر۔

من المسلمين وسابہ [۱] کرنے والے اور تنقیص کرنے والے کے قتل پر امت کا اجماع ہو چکا ہے۔

قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ امام ابو بکر بن منذر نے فرمایا کہ علماء اسلام کا اس پر مکمل اجماع ہے کہ جو شخص رسول اللہؐ پر سب و شتم کرے گا تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ یہی مسلک ہے امام مالکؒ کا، امام لیث کا، امام شافعیؒ کا امام احمدؒ کا اور امام اسحاقؒ کا۔ ان ائمہ کے نزدیک شاتم رسولؐ کی توبہ بھی بھی قبول نہیں کی جائے گی۔ امام ابو حنیفہؒ اور ان کے شاگردوں اور امام ثوریؒ کوفہ کے دوسرے علماء اور امام اوزاعی کا قول بھی اسی طرح ہے۔[۲]

ارتداد کے سلسلے میں ائمہ اربعہ اور دیگر علماء کے اقوال کو دیکھنے سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ شاتم رسول مرتد ہے اور مرتد کی سزا بالاتفاق قتل ہے۔ اظہار خیال کی بے قید آزادی کو غیر اعلیٰ قرار دینے اور اس کی وکالت کرنے والوں کو یہ بات پسند آئے یا نہ آئے۔ واقعہ یہ ہے کہ اسلام کی شریعت میں اس کی سزا قتل ہے اور اس بارے میں گزشتہ ڈیڑھ ہزار سال میں سرے سے کوئی اختلاف پیش نہیں آیا۔ سب سے پہلے امام ابو حنیفہؒ کا مسلک ملاحظہ ہو:۔

من ارتد عرض علیہ الحاکم الاسلام استحباباً وتکشف شبھتہ ویحبس وجوباً وقیل ندبا ثلاثۃ ایام — مرتد پر حاکم استحبابا اسلام پیش کرے گا اور اس کے شکوک کا ازالہ کیا جائے گا اور وجوبا اور ایک قول کے مطابق بطور استحباب

---

[۱] الشفا جلد دوم صفحہ ۲۱۱۔
[۲] حوالہ بالا صفحہ ۲۱۵۔

یعرض علیہ الاسلام فی کل ثلاثۃ ایام منہا و ذالک ان استمہل ای طلب المہلۃ فاذا لم یطلب المہلۃ قتل لساعتہ الا اذا رجی اسلامہ وقیل یقتل فوراً بلا توبۃ [1]	تین دن تک اسے قید کیا جائے گا اور ہر دن اس کے سامنے دین اسلام پیش کیا جائے گا۔ یہ اس صورت میں کہ اس نے اس سے مہلت مانگی ہو۔ اگر اس نے مہلت نہ مانگی تو اسی لمحہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔ مگر یہ کہ اس کے اسلام کی اُمید ہو۔ اور ایک قول یہ ہے کہ بلا توبہ کے اسے قتل فوراً کر دیا جائے گا۔

امام طحاوی نے اپنی کتاب شرح معانی الآثار میں لکھا ہے۔ مرتد ہونے والے شخص کے بارے میں فقہا کے درمیان اختلاف صرف اس امر میں ہے کہ اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا یا نہیں۔ ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ اگر امام اس سے توبہ کا مطالبہ کرے تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ پھر اگر وہ شخص توبہ کر لے تو اسے چھوڑ دیا جائے گا، ورنہ قتل کر دیا جائے گا۔ امام ابوحنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ ان لوگوں میں ہیں جنھوں نے یہ راہ اختیار کی ہے[2] شاتم رسول کی توبہ کے بارے میں حنفی فقہ کے امام علامہ سرخسی کا قول آگے نقل کیا جائے گا۔

امام احمد بن حنبل کا مسلک فقہ حنبلی کی کتاب المغنی میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

من ارتد عن الاسلام من الرجال	مردوں اور عورتوں میں سے جو شخص اسلام

---

[1] شرح الدر المختار جلد ا صفحہ ۴۰۹، الفتاوی الہندیہ جلد دوم صفحہ ۲۵۳۔
[2] طحاوی کتاب السیر۔

اوالنساء وكان بالغاً عاقلاً دعي اليه ثلاثة ايام وضيق عليه فان رجع قبل منه والا قتل [1]

سے پھر جائے، اور وہ بالغ و عاقل بھی ہو تو اسے تین دن تک اسلام کی طرف بلایا جائے گا اور اس پر تنگی کی جائے گی اور وہ واپس اسلام کی طرف آگیا تو اس کی توبہ قبول ہوگی ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔

امام مالکؒ کا مسلک یہ ہے:۔

يستتاب المرتد وجوباً . . . فان تاب ترك والا قتل بالسيف [2]

وجوباً مرتد سے توبہ کرائی جائے گی... اگر اس نے توبہ کی تو اسے چھوڑ دیا جائے گا ورنہ تلوار سے قتل کر دیا جائے گا۔

امام شافعیؒ کا مسلک یہ ہے:۔

وفي وجوب الاستتابة واستحبابها قولان احدهما لا تجب الاستتابة لانه لو قتل قبل الاستتابة لم يضمنه القاتل [3]

مرتد سے توبہ کرانے کے وجوب اور اس کے استحباب میں دو قول منقول ہیں ایک یہ کہ توبہ واجب نہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر توبہ کروانے سے پہلے اُسے قتل کر دیا گیا تو قاتل پر کوئی ضمان نہیں۔

---

[1] المغنی جلد ۱۰، صفحہ ۷۴۔
[2] الدسوقی جلد ۴، صفحہ ۳۰۴۔
[3] المہذب جلد دوم صفحہ ۲۲۲۔

نہ صرف ائمہ اربعہ مرتد کے قتل پر متفق ہیں بلکہ مختلف شیعی مسلک کے اندر اور دیگر مذاہب فقہیہ کے علما کا بھی اس پر اتفاق ہے۔ زیدی فقہ یہ کہتی ہے:

ان المرتد یطالب بالرجوع الی الاسلام ثم یقتل اذا لم یسلم[1]

مرتد سے اسلام کی طرف رجوع کا مطالبہ کیا جائے گا اگر وہ اسلام نہ لاتے تو قتل کر دیا جائے گا۔

امامیہ مسلک کی فقہ کی کتاب میں یہ ہے:

یستتاب المرتد ومدۃ الاستتابۃ ثلاثۃ ایام ویقتل بعد الیأس منہ وان کان لساعتہ[2]

مرتد سے توبہ کرائی جائے گی اور یہ مدت تین دن تک ہو گی اور مایوس ہونے پر اُسے قتل کر دیا جائے گا۔ خواہ شروع ہی میں مایوسی کیوں نہ ہو۔

مسلک ظاہریہ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے:

لا یجب دعاء المرتد الی الاسلام واستتابتہ ولو یجب اقامۃ الحد علی المرتد وذالک اذا لم یرجع الی الاسلام[3]

مرتد کو اسلام کی طرف بلانا اور توبہ کرانا واجب نہیں ہے اگر وہ اسلام کی طرف رجوع نہ کرے تو اس پر حد قائم کرنا واجب ہے۔

شاتم رسول سلمان رشدی کے قضیے میں ایک علمی بحث یہ اٹھی ہے کہ مرتد

---

1. شرح الازہار جلد ۴ صفحہ ۵۷۸
2. الروضۃ البہیۃ صفحہ ۳۹۲
3. المحلی جلد ۱۱ صفحہ ۱۹۲

عن الاسلام کو قتل کرنے کی ذمہ داری کس پر ہے۔ اس سلسلے میں امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کی رائے یہ ہے کہ یہ ذمہ داری امام اور اولوالامر کی ہے۔ لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی تصریح ہے کہ ایک عام آدمی بھی مرتد کو اگر قتل کر دے تو اس پر کوئی ضمان نہیں کیونکہ ارتداد کی وجہ سے وہ پہلے ہی مہدورالدم ہو چکا تھا۔

وان قتله احد بغير اذن الامام لاشئ عليه لزوال عصمته بالردة[1]

اگر امام کی اجازت کے بغیر کوئی شخص اسے قتل کر دے تو اس پر کچھ ضمان نہیں کیونکہ ردّت کی وجہ سے اس کی عصمت زائل ہو چکی تھی۔

فان قتله غيره بغير اذنه عذر[2]

اگر کسی غیر امام نے اس کی اجازت کے بغیر اسے قتل کر دیا تو اسے معذور سمجھا جائے گا۔

مذہب امامیہ میں ہے کہ جس شخص نے شاتم رسول کی زبان سے رسول کی شان میں گستاخی کی باتیں سنیں اس کے لیے جائز ہے کہ وہ خود اسے قتل کر دے۔

عن الامام جعفر الصادق كل مسلم من المسلمين ارتد عن الاسلام وجحد محمدا صلى الله عليه وسلم فان دمه مباح لكل من سمع ذالك وكذا من سب

امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ اگر مسلمانوں میں سے کوئی شخص مرتد ہو جائے اور رسول اللہ سے سرکش ہو تو اس کا خون ہر اس شخص کے لیے مباح ہے جو اس کو سنے اور ایسا ہی حکم ہے کہ اگر کسی شخص نے

---

[1] بدائع الصنائع جلد ۷ صفحہ ۱۳۴۔

[2] المہذب جلد دوم صفحہ ۲۲۳۔

النبی صلی اللہ علیہ وسلم جاز لسامعہ ان یقتلہ [1] — رسول اللہ پر سب وشتم کی تو جائز ہے اس کے سننے والے کے لیے کہ اسے قتل کر دے۔

علامہ ابن تیمیہؒ نے شتم رسول کے موضوع پر ایک مستقل کتاب "الصارم المسلول علی شاتم الرسول" لکھی ہے۔ ان کے زمانے میں ایک بدبخت عیسائی توہین رسالت کا مجرم ہوا۔ انھوں نے مسلمانوں کو لے کر اس کے گھر کا محاصرہ بھی کیا۔ علامہ ابن تیمیہؒ نے جو کچھ کیا اُسے دور جدید کی اصطلاح میں ایجیٹیشن کہتے ہیں۔ اب وحیدالدین خاں صاحب یہ فرماتے ہیں کہ شاتم رسول سلمان رشدی کے خلاف مسلمانوں کو کوئی ایجی ٹیشن نہیں کرنا چاہیے تھا اور یہ سراسر مجنونانہ حرکت تھی۔

فقہ حنفی کی ممتاز شخصیت امام سرخسیؒ نے شاتم رسول کے قتل پر اجماع نقل کیا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ وہ کہیں بھی ہو اسے قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ بھی قبول نہ ہوگی وہ فرماتے ہیں۔

من شتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم او اہانہ او عابہ فی امور دینہ او فی شخصہ او فی وصف من اوصاف ذاتہ سواء کان الشاتم من امتہ او غیرھا سواء کان من اہل الکتاب وغیرہ ذمیا کان او حربیا سواء کان الشتم والاہانۃ والعیب صادرا عنہ عمدا او سہوا — جس شخص نے رسول اللہ پر شتم کیا۔ آپ کی توہین کی، دین یا شخصی اعتبار سے آپ پر عیب لگایا، آپ کی صفات میں کسی صفت پر نکتہ چینی کی تو چاہے یہ شاتم رسول مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ یہودی ہو یا عیسائی یا غیر اہل کتاب ذمی ہو یا حربی خواہ یہ شتم واہانت عمداً ہو یا سہواً، سنجیدگی سے ہو یا بطور مذاق وہ دائمی طور پر کافر ہوا۔ اس طرح پر کہ اگر وہ توبہ بھی کرلے

---

[1] خزائن الاسلام صفحہ ۱۵۰-۲۔

اوغفلة ابداً او هزلاً فقد کفرخلوداً بحیث ان تاب لم یقبل توبتہ ابداً لاعند اللّٰہ ولاعند الناس وحکمہ فی الشریعة المطہرة عند متاخری المجتہدین اجماعاً والقتل قطعاً۔

تو اس کی توبہ نہ عند اللہ قبول ہو گی نہ عند الناس اور شریعت مطہرہ میں متاخر و متقدم تمام مجتہدین کے نزدیک اس کی سزا اجماعاً قتل ہے۔

مذاہب اربعہ کی فقہ پر مشہور کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ کا یہ اقتباس ملاحظہ ہو۔

الردة والعیاذ باللّٰہ کفر مسلم تقرر اسلامہ۔۔ ویکون ذلک بصریح القول کقولہ اشرک باللّٰہ اوالفعل یستلزم الکفر لزوماً بینا اوسب نبی اجمعت الامة علی نبوتہ اوالحق بنبی اوملک نقصاً ولو ببدنہ کعرج اوشلل واتفق الائمة الاربعة علیہم رحمة اللّٰہ تعالیٰ علی من ثبت ارتدادہ والعیاذ باللّٰہ وجب قتلہ واھدار دمہ

ارتداد معاذ اللہ اس مسلمان کا کفر ہے جس کا اسلام ثابت ہو چکا ہو اور یہ ارتداد لازم آئے گا صریح قول سے جیسے اس کا یہ کہنا میں خدا کا شریک ٹھہراتا ہوں یا کسی ایسے فعل سے جو بالکل ظاہری طور پر کفر کو مستلزم ہو یا کسی نبی پر سب و شتم سے جس کی نبوت پر امّت کا اجماع ہو۔ یا نبی یا فرشتے کے بارے میں نقص کا الزام لگانے سے خواہ جسمانی نقص ہی کیوں نہ ہو۔ جیسے لنگڑا پن اور مفلوج ہونا۔ ائمہ اربعہؒ کا اس پر اتفاق ہے کہ معاذ اللہ جس کا مرتد ہونا ثابت ہو جائے اس کا قتل واجب ہے اور وہ مہدور الدم ہے۔

سلہ خلاصۃ الفتاوی جلد۳ صفحہ ۳۸۶۔

سلہ الفقہ علی المذاہب الاربعہ جلد۵ صفحہ ۴۲۲ - ۴۲۳۔

بیسویں صدی میں ایک کتاب ستیہ پرکاشں نامی شائع ہوئی تھی اس کے چودھویں باب میں مسلمانوں کے ساتھ دلآزاری کی گئی تھی اور رسول اللہؐ کے خلاف نہایت بے ادبی کی باتیں لکھی گئیں تھیں۔ اس سلسلے میں ایک استفتار کے جواب میں ہندوستان کے مسلّم عالم دین مفتی اعظم مولانا مفتی کفایت اللہ نے احتجاج اور ایجی ٹیشن کی حمایت میں فتویٰ دیا تھا۔

"..... وہ کتاب دل آزار اور اشتعال انگیز ہونے میں محتاج کسی دلیل اور ثبوت کی نہیں اس کو ممنوع الاشاعت قرار دینے کی جس قدر جدوجہد کی جائے حق بجانب ہے جو مسلمان اور دوسرے مذاہب والے اس میں سعی کریں گے وہ انسانیت تہذیب اور شرافت کی خدمت کریں گے اور مذہبی حیثیت سے مسلمان انبیاءؑ کی توقیر و تکریم کی حفاظت کا اجر و ثواب پائیں گے[1]"

عقلی دلیل:

اسلام دوسرے مذاہب کی طرح مجرد مذہب اور صرف رسوم و عبادات کا مجموعہ نہیں ہے۔ اور نہ صرف انسان کا ذاتی اور نجی معاملہ ہے۔ بلکہ اس کا تعلق ریاستی و بین الاقوامی قوانین اور تعلقات سے بھی ہے۔ حدود کی تنفیذ اور تعزیرات کا اجراء اس کے دائرہ احکام کے اندر داخل ہے وہ مکمل شریعت اور ایک نظام زندگی ہے۔ کیا ایسے دین کے اندر اس بات کی ذرہ برابر بھی گنجائش ہو سکتی ہے کہ ایک شخص پہلے تو اس دین کے لانے والے رسول کی

---

[1] کفایت المفتی جلد اول۔

وفاداری اختیار کرے وفاداری کا عہد کر لینے کے بعد وفاداری کا قلادہ اتار پھینکے اور رسول کو اپنی ہزیان سرائی اور سب وشتم کا ہدف بنائے اور اپنے اس مکر وفریب کے رویہ سے اہلِ ایمان کے دلوں میں شکوک کا بیج بوئے اور پھر اپنے اس جرم کے باوجود قابلِ تعزیر نہ ہو۔ اسلام عبادت بھی ہے اور ریاست بھی دنیا میں کوئی ریاست اپنے باغیوں کو معاف نہیں کرتی۔ پھر اسلامی ریاست سے یہ کیوں توقع کرلی جائے کہ وہ اس دینی ودنیوی سربراہ اور خدا کے رسول کے خلاف سب وشتم کو معاف کر دے جس کی اطاعت ہی دنیا اور آخرت میں کامیابی کا واحد ذریعہ ہے اور جو ذات بنی نوع انسان میں سب سے افضل ہے۔ اور خود خالقِ کائنات نے جس کی مدح وثنا کی ہے۔ آپؐ کی ذات مخلوقات میں اتنی ارفع ہے کہ جہاں ایک شخص اس دنیا میں کسی کا خون بہا کر قابلِ قصاص ہوتا ہے وہاں آپؐ کی شان میں بے ادبی اور توہین سے ہی قابلِ قصاص بن جاتا ہے۔

اس دنیا کے بعض دنیوی اور خودساختہ قوانین کو دیکھیے برطانیہ میں یہ قانون ہے کہ اگر اس کا کوئی شہری کسی ایسے اسٹیٹ کی شہریت لے لے جو برطانیہ سے برسرِ جنگ ہو تو وہ قابلِ سزا ہوتا ہے۔ اور یہ سزا موت بھی ہو سکتی ہے۔ اسلام محض روحانیت اور اخلاقیات کا مجموعہ نہیں ہے یہ قوانین سلطنت اور سیاسی نظام کا بھی مجموعہ ہے۔ اس لیے ایسے دین میں پیغمبر اور شارعؑ کی توہین بذاتِ خود ایک بغاوت اور پورے نظام کو توڑنے کے ہم معنی ہے۔ اور جس طرح سے ریاستوں کے قوانین میں بغاوت کا جرم قابلِ تعزیر ہے بالکل اسی طرح نظامِ اسلامی میں پیغمبرِ اسلام کی صرف توہین ہی مستوجبِ قتل ہے۔

برطانوی قوانین میں سے ایک قانون یہ بھی ہے کہ جو شخص بادشاہ کو

اس کے منصب یا اس کے اعزاز یا اس کے القاب سے محروم کرنے کی کوشش کرے وہ قابل سزا ہے اور یہ سزا حبس دوام تک ہو سکتی ہے۔ جب ایک دنیوی بادشاہ کے بارے میں یہ قانون جمہوریت کے عہد میں چل سکتا ہے جہاں آزادیٔ رائے "خیر اعلیٰ" کی حیثیت رکھتی ہے تو احکم الحاکمین کے فرستادہ ذات پیغمبر کی بے حرمتی کرنے والے کو موت کی سزا کیوں نہیں دی جا سکتی؟ ایک نظام جن عناصر سے مرکب ہوتا ہے اس کو منتشر کرنے یا اس کو پامال کرنے کی کوشش ہر جگہ قابل تعزیر جرم ہے۔ اور ایسی تمام کوششوں کو ہر جگہ پوری طاقت سے کچل دیا جاتا ہے۔

شیطانی آیات کے خلاف احتجاج

سلمان رشدی تاریخ کا سب سے بڑا شاتم رسول ہے۔ اس نے اپنی بدنام زمانہ کتاب شیطانی آیات میں جو کچھ لکھا ہے وہ رکاکت و ابتذال کا بدترین نمونہ ہے۔ نقل کفر اگرچہ کفر نہیں ہے۔ لیکن اسے دہرانے کی ہمت بھی آسانی سے نہیں ہوتی ہے۔ اس نے خدا کی شان میں بھی بے ادبی کی ہے۔

اس بدبخت نے ابوالانبیاء حضرت ابراہیمؑ کے خلاف بھی دریدہ دہنی اور گستاخی کی باتیں لکھی ہیں۔ پھر اس نے ذات رسالت حضورؐ کو "ماہونڈ" لکھا ہے جسے پہلے قدیم مستشرقین اسم گرامی محمدؐ کی جگہ پر لکھتے آئے تھے۔

اس شیطان صفت انسان نے امہات المومنین کو نعوذ باللہ قحبہ کا پیشہ کرنے والی عورتوں میں شامل کیا ہے۔ حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت بلالؓ اور

حضرت خالدؓ کے خلاف صریح بدزبانی کی ہے۔

ایسی کھلی ہوئی گستاخئ رسولؐ سے لبریز کتاب کے خلاف مسلمانوں کا وہی ردعمل ہوا جو اسلام کی چودہ سو سالہ روایت کے مطابق ہے۔ احادیث اور آثار صحابہؓ سے جس کی تصدیق اور اجماع امت سے جس کی توثیق ہوتی ہے۔ سلطان صلاح الدین ایوبی کے عہد میں ایک نصرانی حاکم نے رسول اللہؐ کے بارے میں نازیبا کلمات کہے تھے۔ سلطان نے حطین کی جنگ کے بعد جب اس کو گرفتار کیا تو یہ کہتے ہوئے اسے خود اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔

"میں آج رسول اللہؐ کی طرف سے انتقام لے رہا ہوں۔"

آخر دور میں سلطان عبدالحمید کے زمانے میں فرانس میں جب رسول اللہؐ کے بارے میں ایک کمپنی نے فلم بنانے کا اعلان کیا تو سلطان نے اپنے سفیر کو اس کے خلاف احتجاج کا حکم دیا اور یہ کہا کہ اگر تمھاری بات نہ مانی جائے تو سفارتی تعلقات منقطع کر لئے جائیں۔

ہندوستان میں شیطانی آیات پر پابندی لگانے کا مطالبہ مسلمانوں کی طرف سے شروع ہوا۔ اور احتجاجی جلسے ہوئے۔ تو وحیدالدین خاں صاحب کا بیان اخبار میں آیا کہ "یہ سب کچھ اسلام نہیں ہے۔" صحیح تر بات یہ ہے کہ مسلمانوں کا موقف اسلامی تھا اور وحیدالدین خاں صاحب کا موقف غیر اسلامی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ	اے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر تم سے کوئی
عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ	اپنے دین سے پھرتا ہے (تو پھر جائے) اللہ اور
يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى	بہت سے ایسے لوگ پیدا کر دے گا جو اللہ کو
الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى	محبوب ہوں گے اور اللہ ان کو محبوب ہوگا۔
الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ	جو مومنوں پر نرم اور کفار پر سخت ہوں گے۔

فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ	جو اللہ کی راہ میں جدوجہد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔

غلط استدلال:

وحید الدین خاں صاحب نے اپنے مضامین میں اپنے موقف کی دلیلیں بھی پیش کی ہیں۔ ہم ان دلیلوں کا جائزہ لیتے ہیں۔ جن سے قارئین کو بآسانی یہ معلوم ہو جائے گا کہ استدلال کا پائے چوبین کس قدر بے تمکین ہے۔

۱۔ دلیل یہ پیش کی گئی ہے کہ واقعہ افک میں حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی گئی تھی۔ لیکن اس قدر گھناؤنے الزامات لگانے کے باوجود رسول اللہؐ نے کسی کو قتل نہیں کیا۔

جواب یہ ہے کہ یہ فریب کارانہ مغالطہ ہے۔ یہ کھلا ہوا قذف کا کیس ہے نہ کہ شتم رسول کا اور اس کیس میں ملوث بیشتر لوگوں پر حد قذف جاری بھی کی گئی تھی۔ چنانچہ مسطح بن اثاثہؓ، حسان بن ثابتؓ، حمنہ بنت جحشؓ کے بارے میں سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے کہ ان کو اسی کوڑے لگائے گئے تھے۔

۲۔ قرآن میں پیغمبروں کے ساتھ استہزار کا جرم بار بار آیا ہے مگر مجرم کے لئے سزائے قتل کا اعلان سارے قرآن میں کہیں موجود نہیں۔

جواب یہ ہے اصل گفتگو تو اسلامی شریعت کے بارے میں ہو رہی ہے

لہٰ سورۃ مائدہ آیت ۵۴۔

اور احادیث کے نصوص سے قتل کی سزا ثابت ہے۔ اور نص قرآنی سے بھی مفسرین نے اس کا اثبات کیا ہے اور بالفرض اگر صرف احادیث سے ہی قتل کی سزا ثابت ہوتی ہو تو کیا وہ منکرین حدیث کی طرح احادیث کا انکار کر دیں گے۔ شراب نوشی کی حد کا ذکر قرآن میں کہیں نہیں ہے یہ حد صرف حدیثوں سے ثابت ہوتی ہے۔ وحید الدین خان صاحب اس حد کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

۳۔ رسول اللہؐ دعوت اسلام کے لیے طائف تشریف لے گئے جہاں عبدیالیل اور دوسروں نے آپؐ کے ساتھ گستاخیاں کیں اور آپؐ کا جسم خون آلود ہو گیا۔ ملک الجبال نے آکر آپؐ کو سلام کیا اور کہا کہ میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں اگر آپؐ کہیں تو میں ان دونوں پہاڑوں کو ملا کر طائف کی بستی کو پیس دوں۔ آپؐ نے فرمایا ارجوان یخرج اللہ من اصلابہم من یعبد اللہ ولا یشرک بہ شیئاً۔ مجھے اُمید ہے کہ اللہ ان کی نسل سے ایسے لوگوں کو نکالے گا جو اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

جواب یہ ہے کہ یہ حضورؐ کی مکی زندگی کا واقعہ ہے جب شریعت کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے۔ شریعت کا حکم بیان کیے جانے اور نافذ کرنے سے بہت پہلے کا واقعہ کسی بھی اعتبار سے اور کسی منطق سے شاتم رسول کی سزا کے قتل سے انکار کی دلیل نہیں ہو سکتا۔

۴۔ دلیل یہ دی گئی ہے کہ سلمان رشدی نے اپنا یہ نظریہ اس قصے کی بنیاد پر گھڑا ہے جس کو غرانیق کا قصہ کہا جاتا ہے۔ یہ قصہ اس وقت گھڑا گیا۔ جب آپ مکہ میں تھے اور آپ نے یہ اعلان نہیں فرمایا کہ اس واقعہ کے گھڑنے والوں کو قتل کر دو۔

جواب یہ ہے کہ وحید الدین خاں خود یہ اقرار کر رہے ہیں کہ یہ مدینے

کی اسلامی حکومت قائم ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب شتم رسول کی سزا بیان نہیں کی گئی تھی علاوہ ازیں وحیدالدین خان صاحب شتم کا لغوی مفہوم تو سمجھتے ہوں گے وہ یہ بتائیں کہ اس واقعہ کا شتم سے کیا تعلق ہے؟

۵۔ سہل بن عمرو اور عکرمہ بن ابی جہل کو آپ نے ان کی گستاخیوں کے باوجود معاف کر دیا اور انھیں قتل نہیں کیا۔

وحیدالدین خان صاحب نے صحیح لکھا ہے کہ سیرت میں بعض ایسے واقعات مل جاتے ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سب و شتم کے باوجود آپ نے معاف کر دیا اور قتل نہیں کیا۔ اور سب سے نمایاں نام تو کعب بن زہیرؓ کا ہے جن کا مدحیہ قصیدہ "بانت سعاد" مشہور ہے۔ افسوس یہ ہے کہ خان صاحب صحیح تجزیہ نہ کر سکے کہ کیوں ایسا ہے کہ رسول اللہؐ نے کسی شاتم رسولؐ کو معاف کیا اور کسی کو معاف نہیں کیا اور کیوں ایسا ہے کہ رسول اللہؐ کے بعد کسی شاتم رسول کو کبھی معاف نہیں کیا گیا۔ اور اس کے قتل پر صحابہ کرامؓ اور ائمہ مجتہدین کا مکمل اجماع ہو گیا۔ یہاں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینے کی ہے کہ رسول اللہؐ پر وحی آتی تھی اور بذریعہ وحی غیر متلو آپ کو متعلقہ شخص کے بارے میں یہ اطلاع بھی دے دی جا سکتی ہے کہ وہ ہدایت الٰہی سے بہرہ یاب ہوگا اور اسلام قبول کرے گا۔ مزید یہ کہ رسول اللہؐ کی ذات صاحب معاملہ ہے اور صاحب معاملہ کو یہ حق ہے کہ زیادتی کرنے والے کو معاف کر دے۔ اسے قصاص کی مثال سے بخوبی سمجھا جا سکتا ہے اگر خود مقتول کے ورثاء قاتل کو معاف کرنا چاہیں تو قاتل کا خون معاف ہو سکتا ہے اور اس کی زندگی بچ سکتی ہے لیکن مقتول کے ورثاء کے سوا اور کسی کو معاف کرنے کا یہ حق نہیں ہے اسی طرح خود پیغمبر کو

یہ حق تھا کہ کسی گستاخی کرنے والے کو معاف کر دے۔ لیکن آپؐ کے بعد اب کسی کو یہ حق باقی نہیں رہا کہ آپؐ کی طرف سے معافی کا اعلان کرے اسی لئے احناف اور بیشتر ائمہ شاتمِ رسول کی توبہ کو قابلِ قبول نہیں سمجھتے ہیں۔ امام طحاویؒ اور امام سرخسی کا بھی یہی مسلک ہے اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے فتاویٰ اور فقہ کی مشہور کتاب "در مختار" کا یہ اقتباس ملاحظہ کیجئے جس سے یہ ثابت ہوگا کہ شاتمِ رسول کی توبہ بھی قابلِ قبول نہیں۔

وکل مسلم ارتد فتوبته مقبولة الا الکافر بسب نبی من الانبیاء فانه یقتل حداً ولا تقبل توبته مطلقاً۔ ولو سب الله تعالیٰ قبلت لانه حق الله تعالیٰ والاول حق عبد لا یزول بالتوبة وکذا لو ابغضه بالقلب[1]

مسلمان اگر مرتد ہو جائے تو اس کی توبہ قابلِ قبول ہوگی سوائے اس مرتد کے جس کا کفر کسی پیغمبر پر سب وشتم کی وجہ سے ثابت ہو۔ بطور حد اسے قتل کیا جائے گا اور مطلقاً اس کی توبہ قبول نہ ہوگی اگر وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر سب وشتم کرے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی کیونکہ یہ تو حق اللہ ہے جب کہ سابق الذکر بندے کا حق ہے جو توبہ کر لینے سے ذکر نہیں ہوتا ہے اور یہی حکم ہوگا اس شخص کا بھی جو دل سے پیغمبر سے بغض وعداوت رکھے۔

انسانیت کی نجات

وحید الدین خاں صاحب سزائے قتل کے انکار پر اپنے موقف پر زور

---

[1] در مختار جلد ۳ صفحہ ۳۱۹۔

دینے کے لئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت عالم بناکر بھیجے گئے تھے نہ کہ قاتل عالم" اگر وحید الدین خاں صاحب سزائے قتل کی حکمت پر غور فرماتے تو شاید یہ بات ان کی سمجھ میں آجاتی کہ شاتم رسول کی سزائے قتل عین رحمت ہے اور اس میں انسانیت کی نجات مضمر ہے قرآن میں قصاص کو زندگی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ولکم فی القصاص حیاۃ اور تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے۔

قصاص کو حیات اس لیے کہا گیا ہے کہ اس سے کشت و خون کی بدامنی سے انسانیت کو نجات ملتی ہے۔ شاتم رسول کا قتل دراصل پیغمبر کے کردار کے قتل کی کوشش کا انتقام ہے۔ اگر یہ انتقام نہ لیا جائے تو شتم رسول کا جرم غضب الٰہی کے نزول کو دعوت دے گا۔ اور جب خدا کا غضب نازل ہوتا ہے تو قہر عالم آشوب بن کر مجرم اور غیر مجرم سب کو یکساں طور پر اپنا نشانہ بناتا ہے اور ایک پورا خطۂ ارضی عذاب کا شکار ہو جاسکتا ہے۔ اسی لئے شاتم رسول کا قتل غضب الٰہی کو روکنے کا ذریعہ ہے۔

اس دنیا میں ایک سفیر کی بے حرمتی پورے ملک کی بے حرمتی سمجھی جاتی ہے۔ اور حکومت کی پوری مشنری بے حرمتی کرنے والے کے خلاف حرکت میں آجاتی ہے پیغمبر کی حیثیت اس دنیا میں رب ذوالجلال کے سفیر کی ہے اور اس سفیر سراپا توقیر ذات رسالت کی بے حرمتی غضب الٰہی کے نزول کا سبب بنتی ہے۔ خدا کا غضب زمین پر نازل ہو کر ایک پوری آبادی کو تہس نہس کر دے کیا اس سے ہزار درجہ بہتر یہ بات نہیں ہے کہ توہین رسول کے مجرم ہی کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے اور اس طرح انسانیت کی حفاظت کی جائے۔ لیکن اس حکمت کو سمجھنے کے لیے مومنانہ عقل درکار ہے۔ مغرب کی مادی

عقل سے یہ حکمت سمجھ میں نہیں آسکتی۔

غلطی کہاں ہے؟

وحیدالدین خاں صاحب نے آزادیٔ فکر ورائے کو خیراعلیٰ قرار دیا ہے۔ اور آزادی کے مغربی تصور کی حمایت کی ہے۔ اس غلط موقف کے اختیار کرنے کے نتیجہ میں خاں صاحب غیر شعوری طور پر وہاں پہونچ گئے جہاں وہ شعوری طور پر ہرگز جانا پسند نہیں کریں گے۔ دیکھئے اس غلط موقف کے اختیار کرنے کا انجام کیا نکلتا ہے؟

"رسول کو برا کہنا آزادیٔ رائے ہے۔
اور ہر آزادیٔ رائے خیراعلیٰ کی حیثیت رکھتی ہے۔
نتیجہ یہ نکلا کہ
رسول کو برا کہنا خیراعلیٰ کی حیثیت رکھتا ہے۔

آزادیٔ رائے کو خیراعلیٰ قرار دینا مغربی فکر وفلسفہ سے مرعوبیت کی دلیل ہے۔ وحیدالدین خاں صاحب نے الحاد کے خلاف اچھی کتابیں لکھی ہیں۔ جدید علم کلام کا تقاضا یہ تھا کہ وہ عقلی دلیلوں سے یہ ثابت کرتے کہ ہر آزادیٔ رائے خیراعلیٰ نہیں ہے۔ اور شاتم رسول کی سزا قتل ہی ہونی چاہئے جیسا کہ فی الواقع اسلامی شریعت میں ہے۔ عقلی استدلال کا سلیقہ انھیں آتا ہے۔ اور بہت سے اسلامیات پر لکھنے والوں سے زیادہ آتا ہے۔ افسوس یہ ہے کہ مغربی نظریے کا سواس ان کے اندر حلول کر گیا اور اس قضیے میں وہ مسلمانوں کے مخالفین کے کیمپ میں شامل ہو گئے۔

وحید الدین خاں صاحب کے اس انحراف اور بعض دوسرے انحرافات کا سرچشمہ ان کا ناقص تصور دین ہے[۱]۔ دور جدید میں ایک حلقہ سے دین کا تصور اس طرح پیش کیا گیا کہ اس کا سیاسی پہلو صحیح تناسب سے زیادہ ہو گیا۔ خاں صاحب اس پر تنقید میں ردعمل کی نفسیات کا شکار ہو گئے اور بالکل دوسری انتہا تک پہونچ گئے۔ انھوں نے دین کا ایسا تصور پیش کیا جو کلیسائی تصور سے پورے طور پر ہم آہنگ ہے۔ اس طرح سوا انیس غلطی کے جواب میں وہ سوا سیر کے برابر غلطی کر بیٹھے انھوں نے مذہب کو انسان کا نجی معاملہ بنا دیا۔ حکومت ریاست اقتدار قوت اور شوکت کی تمنا اور آرزو کو بھی انھوں نے دلوں سے نکالنے کی کوشش کی اور اسلامی نظام کو نافذ کرنے کی ہر تحریک کو انھوں نے ملعون کیا۔ ظاہر ہے کہ اس طرح کے جوگیانہ اور راہبانہ تصور دین میں شاتم رسول کی سزا قتل کیونکر ہو سکتی ہے۔

اسلام میں دین اور سلطنت ایک دوسرے کی نقیض نہیں بلکہ ایک دوسرے کا تکملہ ہیں۔ اسلام ایک ایسا دین ہے جو الٰہی سلطنت بھی ہے۔ اور ایسی سلطنت ہے جو سراپا دین ہے یہاں خدا اور "قیصر" کے درمیان کوئی تفریق نہیں۔ اسلام روحانیت بھی ہے اور سیاست بھی۔ دین بھی اور دنیا بھی یہاں مذہب اور عبادتی نظام کے تحفظ کے لیے اقتدار کا حصول بھی مقصود ہے۔ اور صحابہ کرام پر یہ امر پورے طور پر واضح تھا۔

---

[۱] وحید الدین خاں صاحب کے فکری انحراف کو سمجھنے کے لئے مولانا مجیب اللہ ندوی کے مفصل مضمون بعنوان "وحید الدین خاں اور ملی مسائل" مطبوعہ ماہنامہ الرشاد اعظم گڑھ اور راقم السطور کے مقالے "ملی تشخص سے دستبردار ہونے کی دعوت" مطبوعہ ماہنامہ الفیصل حیدرآباد، اکتوبر ۱۹۸۹ء کا مطالعہ مفید ہوگا۔

مصارف زکوٰۃ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ الخ (التوبۃ: ۶۰)	صدقات فقراء کے لئے مساکین کے لئے اور اس کے محصلین کے لئے اور مؤلفۃ القلوب کے لئے ہے۔

مصارف زکوٰۃ کا ایک مصرف تالیف قلب قرار پایا تھا، رسول اللہؐ لوگوں کے دلوں کو اسلام کی طرف مائل کرنے کے لئے زکوٰۃ کی رقم خرچ کرتے تھے۔ ابوسفیان، عفرع بن حابس، عباس بن مرادس، صفوان بن امیہ اور عیینہ بن حصن میں سے ہر ایک کو تالیف قلب کے لئے آپؐ نے سوسو اونٹ دیئے۔ صفوان نے ایک بار کہا کہ:

"لقد اعطانی وھو ابغض الناس الیّ فما زال یعطینی حتیٰ کان احب الناس الیّ"	حضورؐ مجھے عطا کرتے حالانکہ وہ میرے لئے سب سے زیادہ مبغوض تھے اور وہ مجھے دیتے رہے یہاں تک کہ وہ میرے لئے محبوب ترین بن گئے۔

پھر حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں عیینہ اور عفرع دونوں زمین طلب کرنے کے لئے آئے تو حضرت ابوبکرؓ نے دونوں کو زمین لکھ دی جب حضرت عمرؓ کا زمانہ آیا تو آپ نے حضرت ابوبکرؓ کی تحریر پھاڑ دی۔ اور تالیف قلب کی مد بند کر دی اور یہ کہا:

ان اللہ اعز الاسلام واغنی عنکم فان ثبتم علیہ والا بیننا وبینکم السیف[1]	اب اللہ نے اسلام کو عزت و غلبہ عطا فرمایا ہے۔ اور تم سے مستغنی کر دیا ہے۔ اب اگر تم ثابت قدم رہتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ ہمارے اور تمھارے درمیان تلوار

[1] احمد امین، فجر الاسلام۔

فیصلہ کن ہو گی۔

حضرت عمرؓ کے نزدیک مؤلفۃ القلوب کے لئے مصرف زکوٰۃ کی مصلحت اسلام کے لئے عزت و غلبہ کا حصول تھا۔ انھیں قرآن کا یہ منشا معلوم تھا۔ چنانچہ اسلام کے غلبہ کے بعد یہ مصلحت مرتفع ہو گئی۔ اور انھوں نے زکوٰۃ کی مد ختم کر دی۔ کیونکہ عزت و غلبہ کے بعد اس مد پر زکوٰۃ کا مصرف تحصیل حاصل تھا۔

حضرت عمرؓ کے بارے میں رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا تھا۔

ان اللہ وضع الحق علی لسان عمر یقول بہ۔[1]	اللہ نے عمرؓ کی زبان پر حق جاری کیا اور وہ حق بولتے ہیں۔

لیکن وحید الدین خاں صاحب جن کے تصور دین میں عزت و غلبہ قوت و شوکت سلطنت و حکومت کا عنصر ختم ہو چکا ہے شاید حضرت عمرؓ سے بھی اختلاف کر بیٹھے اور وہ اپنے نظریات و افکار کی روشنی میں زبان حال سے کچھ اس طرح کہتے ہوئے نظر آتے ہیں: (مولفۃ القلوب کی مد کو ختم کرنا بالکل غلط ہو گا کیونکہ عزت و غلبہ کا حصول سرے سے مقصد ہی نہیں ہے کہ جس کے بعد یہ مد ختم کر دی جائے مقصد تو بندگانِ خدا کے دین میں داخل کرنا ہے۔ اصل چیز وہ داعیانہ نگاہ ہے جو ہزاروں بندگانِ خدا کے "آج" میں چھپا ہوا "کل" دیکھ لے۔ اب جسے مولفۃ القلوب کی مد کو ختم کرنا ہے وہ اسے ذاتی سرکشی کے نام پر کر سکتا ہے۔ اسلام کے نام پر اسے ایسا کرنے کا کوئی حق نہیں۔ قرآن و سنت میں اس کی کوئی دلیل نہیں پائی جاتی

---

[1] احمد امین، فجر الاسلام۔

ہے۔ اس طرح کے فیصلے سے اسلام کی دعوتی تصویر بالکل بگڑ کر رہ جاتی ہے۔ اور اگر دعوتی تصویر کے بگڑ جانے کا اندیشہ ہو تو عزت و غلبہ کو بالکل قربان کر دینا چاہیے۔ عزت و غلبہ کا مجروح ہونا اتنا اہم نہیں جتنا کہ دعوتی مصلحت کا مجروح ہونا ہے۔)

وحیدالدین خاں صاحب کے اس طرح کے فکری انحرافات مسلمانوں کے لئے کبھی قابلِ قبول نہیں ہو سکتے ہیں۔ اگر کوئی طاقتور اسلامی حکومت موجود ہوتی تو ان خیالات کی اشاعت کی اجازت نہ دیتی جو اسلام سے متصادم ہیں۔ —— اور اگر حضرت عمرؓ زندہ ہوتے تو —— ممکن ہے کہ ان کے تازیانے کی مصروفیت بڑھ چکی ہوتی۔

اسلام کے تفصیلی مطالعہ کی حقیقت

وحیدالدین خاں صاحب نے شاتمِ رسول اور سلمان رشدی کے بارے میں جو موقف اختیار کیا۔ اس میں وہ اسلام کی پوری تاریخ میں منفرد ہیں انہیں خود بھی اس کا احساس شدت کے ساتھ رہا ہوگا۔ اور یہ اندیشہ بھی ہوگا کہ ان کے رسالہ کے صاحبِ علم قارئین ان کے نظریے کو رد کر دیں گے۔ اسی لئے ان کو اس بات کی ضرورت پیش آگئی کہ اپنی قابلیت و صلاحیت کا سکہ ذہنوں پر بٹھائیں چنانچہ سلمان رشدی کے سلسلے میں اپنے مضمون میں یہ فرماتے ہیں۔

"میں نے اسلام کا بہت تفصیلی مطالعہ کیا ہے اور اس کے ساتھ جدید علم کو اس کے مختلف پہلوؤں کے اعتبار سے سمجھنے کی کوشش

کیا ہے لیے"

دو دو سال پہلے خدا بخش لائبریری پٹنہ میں اپنی ایک تقریر کے آغاز میں یہ فرما چکے ہیں کہ اسلام کا مطالعہ جس قدر انھوں نے کیا ہے روئے زمین پر کسی شخص نے نہیں کیا ہے۔ وحید الدین خاں صاحب اگر رشدیات پر اپنے غلط مضامین کا سلسلہ نہ شروع کرتے تو ضرورت نہیں تھی کہ ان کے اس دعوے کی تردید کی جاتی۔ لیکن اب ان کے مبلغ علم اور معلومات کا جغرافیہ بھی واضح کر دینا ضروری ہو گیا ہے۔

مولانا مجیب اللہ ندوی کے رسالے الرشاد میں یہ بات شائع ہو چکی ہے کہ وہ مدرسے کے فارغ التحصیل نہیں اور انھوں نے مدرسے سے تعلیم کی تکمیل نہیں کی ہے۔ سائنس اور جدید معلومات کا مطالعہ ان کا موضوع تھا۔ جماعت اسلامی کے لوگوں نے جب ان کے اس رجحان کو دیکھا تو ان کو اسی نوعیت کے کام میں لگا دیا۔ اس طرح کے موضوعات پر ان کی کتابیں مارکسزم اور سوشلزم اور حقیقت کی تلاش کے نام سے شائع ہو چکی ہیں۔ پھر اس کے بعد جب وہ مجلس تحقیقات و نشریات اسلام ندوۃ العلماء میں رہے تو اسی طرح کی کتاب علم جدید کا چیلنج لکھی۔ پھر ہفت روزہ الجمعیۃ کے ایڈیٹر بن کر صحافتی مضامین لکھتے رہے۔ آخر میں انھوں نے اپنا ماہنامہ الرسالہ نکالا اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہوئے۔ موصوف بتائیں کہ اسلام کے تفصیلی مطالعہ کا موقع انھیں کب مل گیا۔ صحاح ستہ انھوں نے مکمل کب پڑھی ہے؟ اصول تفسیر، اصول حدیث، اصول فقہ، اسماء الرجال کی کتابوں کو پڑھنے کا انھیں کب موقع ملا ہے۔ حسب ضرورت ڈکشنری کی طرح کسی کتاب کو الٹنا پلٹنا اور اپنے مطلب

لے الرسالہ جون ۱۹۸۹ء

کی چیز نکالنا الگ بات ہے۔ لیکن کیا امام ابن تیمیہؒ سے لے کر شاہ ولی اللہؒ تک مشہور علماء دین کی کتابیں بالاستیعاب انھوں نے پڑھیں ہیں ؟

شذوذ کی اجازت نہیں

اجماع امت سے خروج اور شذوذ کا رویہ نہایت خطرناک بات ہے اگر یہ دروازہ کھول دیا جائے تو ہمیشہ فتنے سر اٹھاتے رہیں گے۔ اور ہر انسان صرف اپنی سمجھ اور اپنے مطالعہ کو معیار حق قرار دیتا رہے گا۔

امام شافعیؒ نے اجماع کی حجت پر اس آیت سے استدلال کیا ہے۔

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا [1]	اور جو کوئی بعد اس کے کہ راہ ہدایت اس پر کھل چکی رسول کی مخالفت کرے گا اور مومنین کے راستہ کے علاوہ (کسی کے راستہ) کی پیروی کرے گا تو ہم اسے کرنے دیں گے جو کچھ وہ کرتا ہے اور پھر ہم اسے جہنم میں جھونکیں گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔

اصول فقہ کی مشہور کتاب مسلم الثبوت میں ہے۔

الاجماع حجة قطعاً ويفيد العلم الجازم عند الجميع من اهل القبلة [2]	اجماع حجت قطعی ہے اور تمام اہل قبلہ کے نزدیک اس سے یقینی علم حاصل ہوتا ہے۔

---

[1] سورۃ نساء آیت ۱۱۵۔

[2] مسلم الثبوت شرح جلد دوم صفحہ ۲۱۲۔

اتفق المسلمون علی ان الاجماع حجۃ شرعیہ یجب العمل بہ علی کل مسلم۔[1]	مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ اجماع حجت شرعی ہے اور ہر مسلمان پر اس کے مطابق عمل واجب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔[2]	سب مل کر اللہ کی رسّی کو مضبوطی کے ساتھ پکڑو اور افتراق کا شکار نہ ہو۔

درج ذیل احادیث پر بھی غور کرنا چاہیئے۔

لا تجمع امتی علی الخطأ	میری امّت کا غلطی پر اجماع نہیں ہو سکتا
لا یجمع امتی علی الضلالۃ	میری امّت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی۔
سالت اللہ تعالیٰ ان لا یجمع امتی علی الضلالۃ فاعطانیہا۔	میں نے اللہ سے دُعا مانگی کہ میری امّت کو گمراہی پر جمع نہ کرے تو میری یہ دُعا قبول کی گئی۔
من فارق الجماعۃ ومات میتتہ الجاھلیۃ۔	جو شخص جماعت سے الگ ہو گیا اور مر گیا تو وہ جاہلی موت مرا۔
ما راہ المسلمون حسناً فہو عند اللہ حسن۔	جس چیز کو تمام مسلمان اچھا سمجھیں تو وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

اللہ تعالیٰ راقم السطور کی اپنے راستے میں اس حقیر سعی کو شرف قبولیت سے نوازے اور اجماع امّت کے خلاف شاتم رسول کی حمایت کرنے والوں کو اپنے باطل نظریات سے رجوع کرنے اور توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

---

[1] الاحکام للآمدی [2] آل عمران آیت ۱۰۳۔

فہرست

مفکرِ اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رح

کی چند اہم شاہکار تصنیفات

تاریخ دعوت وعزیمت مکمل (۵ حصے)
مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش
انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر
منصب نبوت اور اُس کے عالی مقام حاملین
دریائے کابل سے دریائے یرموک تک
تذکرہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ
تہذیب وتمدن پر اسلام کے اثرات واحسانات
تبلیغ ودعوت کا معجزانہ اسلوب
مغرب سے کچھ صاف صاف باتیں
نئی دنیا (امریکہ) میں صاف صاف باتیں
جب ایمان کی بہار آئی
مولانا محمد الیاسؒ اور اُن کی دینی دعوت
حجاز مقدس اور جزیرۃ العرب
عصرِ حاضر میں دین کی تفہیم وتشریح
تزکیہ واحسان یا تصوف وسلوک
مطالعۂ قرآن کے مبادی اصول
سوانح شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ
خواتین اور دین کی خدمت
کاروان ایمان وعزیمت
سوانح مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ

نبی رحمتؐ مکمل (دو حصے)
حدیث کا بنیادی کردار
معرکۂ ایمان ومادیت
پرانے چراغ (تین حصے)
ارکان اربعہ
نقوشِ اقبال
کاروانِ مدینہ
قادیانیت
تعمیر انسانیت
حدیث پاکستان
اصلاحیات
صحبتے با اہل دل
کاروانِ زندگی (سات حصے)
مذہب وتمدن
دستورِ حیات
حیات عبدالحئیؒ
دو متضاد تصویریں
تحفۂ پاکستان
پاجا سراغ زندگی
عالم عربی کا المیہ

ناشر: فضل ربی ندوی — فون 6601817 - 6600896.
مجلس نشریاتِ اسلام ناظم آباد مینشن ۱۔ کے ۳ ناظم آباد ۱ کراچی
اسٹاکسٹ: مکتبہ ندوہ قاسم سنٹر، اردو بازار، کراچی
فون - 2638917

IDARA-E-TABA'AT: 6609167